خاندانِ توحید

یہ برادری اللہ کی قائم کی ہوئی برادری ہے۔ ہر انسان جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا، بمجرد اقرار کے اس برادری میں شامل ہو گیا، خواہ مصری ہو خواہ نائجیریہ کا وحشی ہو، خواہ قسطنطنیہ کا تعلیم یافتہ تُرک۔ لیکن اگر وہ مسلم ہے تو اس ایک خاندانِ توحید کا عضو ہے جس کا گھرانا کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ تمام دنیا اس کا وطن اور تمام قومیں اس کی عزیز ہیں۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

جمادی الاول ۱۴۳۳ھ / اپریل ۲۰۱۲ء

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

جمادی الاول ۱۴۳۳ھ / اپریل ۲۰۱۲ء

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے

• ڈیزائن کمپوزنگ : رضی الرحمٰن

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

Office Subai Jamiat Ahlehadees Mumbai
14-15,Chunawala Compound, Opp.BEST Bus Depot,L.B.S. Marg,Kurla(w)Mumbai-70
email:ahlehadeesmumbai@hotmail.com فون: 022-26520077 فیکس: 022-26520066

Printed By:Rose Art.8080429084

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

عدل اور اس کے تقاضے

● سعید احمد بستوی

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِن يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۱۳۵)

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے وہ شخص امیر ہو تو، اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ اہل ایمان کو عدل وانصاف قائم کرنے اور حق کے مطابق گواہی دینے کی تاکید فرما رہا ہے چاہے اس گواہی کی وجہ سے خود کو، یا اپنے والدین یا رشتہ داروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑے اس لئے حق سب پر مقدم ہے کسی صاحب ثروت کی مالداری کی بناء پر اس کے ساتھ رعایت نہ کی جائے نہ کسی فقیر کے فقر کا اندیشہ تمہیں سچی بات کہنے سے مانع ہو بلکہ اللہ ان دونوں سے تمہارے زیادہ قریب اور مقدم ہے۔

نفسانی خواہشات، عصبیت، بغض، باہمی چپقلش، گروہی رقابتیں تمہیں انصاف کرنے سے نہ روک دیں، ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدہ:۸) شہادت دینے میں تحریف، تبدیل اور کتمان سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا ہے عدل کی زد اگر تم پر یا تمہارے والدین، قریب ترین رشتہ داروں پر پڑے تب بھی اس کی پرواہ مت کرو، عدل کے تقاضوں کو پورا کرو، مقصد یہ ہے کہ جہاں حق اور صداقت کی گواہی کا موقع ہو وہاں کھل کر صاف صاف لفظوں میں گواہی کا فرض ادا کرنا چاہئے کنایہ، استعارہ، اشارہ وغیرہ ایسے مواقع پر درست نہیں ہیں، "سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الکبائر قال الاشراك بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس وشهادة الزور" رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (بخاری، کتاب الشہادات ص ۱۳۵)

جھوٹی گواہی بہت ہی بڑا گناہ ہے اور بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ ہے۔

نعمان بن بشیرؓ نے بیان کیا کہ میری ماں نے میرے باپ سے مجھے ایک چیز ہبہ دینے کے لئے کہا پہلے تو انہوں نے انکار کیا کیونکہ دوسری بیوی کے بھی اولاد تھی پھر راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز ہبہ کر دی لیکن ماں نے کہا کہ جب تک آپ نبی ﷺ کو اس

معاملہ میں گواہ نہ بنائیں میں اس پر راضی نہ ہوں گی۔ چنانچہ میرے والد میرا ہاتھ پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں ابھی نوعمر تھا انہوں نے عرض کیا کہ اس لڑکے کی ماں عمرہ بنت رواحہؓ مجھ سے ایک چیز اسے ہبہ کرنے کے لئے کہہ رہی ہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس کے علاوہ اور بھی تمہارے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، ہیں، نعمانؓ نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: تو مجھ کو ظلم کی بات پر گواہ نہ بنا۔ دوسری جگہ فرمایا کہ میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا۔ (بخاری کتاب الشہادات)

اس سے معلوم ہوا کہ گواہ پر اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ ظلم ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے حق میں ہرگز گواہی نہ دے ورنہ وہ بھی اس گناہ میں شریک ہو جائے گا۔

فیصلے میں خواہش نفس، عصبیت اور دشمنی آڑے نہیں آنی چاہئے بلکہ ان سب کو نظر انداز کر کے بلا خوف وخطر عدل کرو، عدل کا یہ اہتمام جس سماج ومعاشرے میں ہوگا وہاں امن واستحکام آئے گا اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس معاملے کو خوب سمجھ لیا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ وہاں پھلوں اور فصلوں کا اندازہ لگا کر آئیں، یہودیوں نے انہیں رشوت کی پیشکش کی تاکہ وہ کچھ نرمی سے کام لیں، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں جو کائنات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہو، لیکن اپنے رسول کی محبت اور تمہاری دشمنی مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے معاملہ میں انصاف نہ کروں یہ سن کر انہوں نے کہا، اسی عدل کی وجہ سے آسمان وزمین کا یہ نظام قائم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک بوڑھا یہودی سوال کرتا پھرتا ہے آپ نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم سوال کیوں کرتے ہو؟ جب کہ قانوناً اس کی ممانعت کردی گئی ہے اس نے کہا "الجزیۃ والحاجۃ" جزیہ (یعنی ٹیکس) اور معاشی ضروریات نے مجبور کر دیا ہے۔ میری عمر نوے سال ہے میری اولاد، بیوی، بچے سب ختم ہو گئے ہیں، میری امداد کرنے والا کوئی نہیں اور خود کسی کام کے لائق نہیں، سوال نہ کروں تو پیٹ کیسے پالوں، آپ نے اسی وقت حکم دیا کہ بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے، لوگوں نے کہا کہ حضور یہ تو یہودی ہے فرمایا: پھر کیا ہوا ہماری رعایا میں تو ہے، اسلامی خزانہ سے ہر شخص کو مدد دی جائے گی خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، ہم نے اس شخص سے جوانی میں جزیہ وصول کیا تو اب بڑھاپے میں اس کی مدد کیوں نہ کی جائے۔

حضرت علیؓ کی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی گئی لیکن آپ نے باوجود اپنے اقتدار کے یہودی سے زرہ نہیں لی بلکہ عدالت کی طرف رجوع کیا، قاضی نے مکمل ثبوت نہ ملنے پر حضرت علیؓ کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے زرہ یہودی ہی کے پاس رہنے دی کیا اس سے بڑھ کر شخصی آزادی کا اور کوئی ثبوت دنیا کی تاریخ میں مل سکتا ہے؟ اپنی حکومت ہے، اپنی عدالت ہے قاضی کو اپنے خزانہ سے وظیفہ دیا جاتا ہے لیکن فیصلہ ایک معمولی یہودی کے حق میں ہوتا ہے اس لئے کہ خلیفہ وقت کوئی اپنا گواہ پیش نہ کر سکا، موجودہ زمانے میں جھوٹی گواہیاں دینے سے لوگ ڈرتے نہیں، عصبیتیں عام ہیں، باہم ایک دوسرے کی چپقلش یا جھوٹی موٹی باتوں میں آکر راہ اعتدال کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور جھوٹی گواہی کے مرتکب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس عادت بد سے ہر مومن موحد کو محفوظ فرمائے۔ آمین

دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کا نام ہے

● عبدالجبار انعام اللہ سلفی

عن تميم الداری رضی الله عنه: ان النبی ﷺ قال "الدين النصيحة" قلنا: لمن؟ قال "لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم".

(مسلم/کتاب الایمان، باب بیان الدین النصیحۃ)

راوی حدیث: حدیث کے راوی تمیم بن اوس بن خارجہ الداری ہیں، انہیں نسبتاً داری اور دیری دونوں کہا جاتا ہے "داری" ان کے دادا دار کی جانب اور "دیری" اس دیر (گرجا) کی جانب نسبت ہے جس میں وہ اسلام لانے سے قبل عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ پہلے نصرانی تھے ۹ھ میں مشرف باسلام ہوئے۔ شہادت عثمان کے بعد وہ ملک شام بیت المقدس منتقل ہوگئے کچھ دنوں تک وہاں پر قیام کرنے کے بعد ۴۰ھ میں وہیں وفات ہوئی (تہذیب الاسماء والصفات: ۱/۱۳۸، ۱۳۹، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ۱/۱۹۱، تہذیب التہذیب ۱/۵۱۱، ۵۱۲)

ترجمہ: تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔

تشریح: نصیحۃ اسم مصدر ہے اس کی جمع نصائح آتی ہے جس کے معنیٰ اخلاص، خیر وصلاح کی طرف بلانا اور شر وفساد سے روکنا ہے۔ (مصباح اللغات مادہ "نصح")

علامہ خطابی کہتے ہیں "نصیحۃ" ایک جامع کلمہ ہے جس کے معنی منصوح لہ (جس کو نصیحت کی جائے) کے لئے نیک بختی اور خیر خواہی کو اکٹھا کرنا ہے، اور اس کے ذریعہ دین کے بارے میں خبر دینے کا معنی یہ ہے کہ دین کی بنیاد اور اس کا ستون اخلاص، ہمدردی اور خیر خواہی ہے۔ (شرح مسلم ۱/۵۴، کتاب "الدین النصیحۃ" ص ۳۴، حاشیہ ۱۱۲ از حافظ ابن رجب الحنبلی شرح وتحقیق اشرف بن عبدالمقصود)

مذکورہ حدیث عظیم الشان اہمیت کی حامل ہے، اس پر اسلام کا دار ومدار ہے، رہی بات علماء کی ایک جماعت کا یہ کہنا کہ "یہ حدیث ان چار حدیثوں میں سے ایک ہے جو اسلام کی باتوں کو جامع ہے" تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا محور ہے۔ (کما قال النووی فی شرح مسلم ۱/۵۴)

اس حدیث کے اندر انسان کو اللہ کے ساتھ اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے حاکموں اور سب مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

☆ اللہ کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ انسان اس پر ایمان لائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، اس کی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے، جتنے صفات کمال اور جمال ہیں وہ سب اس کے لئے ثابت کرے اور اس کو تمام عیبوں سے پاک سمجھے، اس کی عبادت کے لئے مستعد رہے، اس کی نافرمانی سے بچتا رہے، اسی کے لئے دوستی کرے اور اسی کے لئے دشمنی، اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گزار رہے، تمام کاموں میں مخلص اور سچا رہے اچھی باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں

گویا جن پر اسے قدرت ہے ترغیب دے اور بری باتوں سے روکے۔

☆ اللہ کی کتاب کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ انسان اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی نے اتارا ہے، کسی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل بنا سکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں بھی رکھے، اس کی تلاوت کرے، جس طرح تلاوت کا حق ہے، اس کو خوش آوازی سے پڑھے، جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں ان کا رد کرے، جو اس پر اعتراض اور طعنہ کرتے ہیں ان کا جواب دے، جو مضمون اس میں ہیں اس کی تصدیق کرے، اس کے احکام سے خبردار ہو، اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے، اس کی نصیحتوں پر غور کرے، اس کے عجائب وغرائب میں غور وخوض کرے، اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرے، اور جو آیات متشابہ ہیں ان کو تسلیم کرے۔

☆ رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ انسان آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ لے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے، آپ کے حکم کو مانے، آپ نے جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہے، آپ کی مدد کرے، جو شخص آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے اور جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے، آپ کے طریقے کو زندہ کرے، آپ کی سنت کو پروان چڑھائے، آپ کی دعوت کو پھیلائے، آپ کی شریعت کو مشہور کرے، اس کی طرف لوگوں کو بلائے، آپ کے آداب پر چلے، آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے، جو آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے۔

☆ مسلمان کے حاکموں کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے، ان کی اطاعت کرے، ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے، نرمی وملائمت کی نصیحت کرے، جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتائے، مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے، ان سے بغاوت وسرکشی نہ کرے اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

☆ عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو ایسی چیز بتلائے جس میں ان کی دنیا وآخرت دونوں کا فائدہ ہو، ان کو ایذا نہ دے، ان کو دین کی وہ بات سکھلائے جو وہ نہیں جانتے، زبان اور ہاتھ سے ان کی مدد کرے، ان کے عیوب کو چھپائے، ان کے ضرر کو دور کرے، ان کی منفعت کے لئے کوشش کرے، ان کو نیک بات کا حکم کرے اور بری بات سے نرمی اور ملائمت وشفقت سے منع کرے وغیرہ ذلک۔ (تفصیل شرح مسلم ۱/۵۴ ومن الآداب والاخلاق الاسلامیہ از ص ۹ تا ۳۷ و از ص ۲۲۱ تا ۲۲۷، دکتور عبداللہ عبدالرحیم العبادی، وکتاب ''الدین النصیحہ ص ۳۵ تا ۳۷ حاشیہ ۲، از حافظ ابن رجب الحنبلی'' شرح وتحقیق اشرف بن عبدالمقصود بن عبدالرحیم)

اوپر ذکر کردہ حدیث کے علاوہ اور بہت ساری حدیثیں ہیں جن کے اندر، ہمدردی، خیر خواہی اور خلوص کرنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایک مومن کا دوسرے مومن پر چھ حق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ تم کو خیر خواہ سمجھے تو اس کیلئے خیر خواہی اور ہمدردی کرو۔ (مسلم رکتاب السلام رباب حق المسلم للمسلم)

اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت کی۔ (بخاری رکتاب الایمان رباب قول النبی ﷺ)

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کے ایمان کے اندر پختگی پیدا کرے اور مذکورہ حدیث پر مکمل طور پر عامل بنائے۔ آمین

غیر اسلامی عقائد وافکار کی اصلاح میں علماء اہل حدیث کا کردار

● اداریہ

علماء اہل حدیث نے برصغیر میں اصلاح عقیدہ کی راہ میں بڑی جانفشانی کی ہر طرح کے ظلم وجور سہے یہاں تک کہ انہیں سماجی سطح پر مادی ومعنوی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا انہوں نے صرف اس لئے ہر طرح کی قربانیاں دیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصلاح عمل، اصلاح رسوم، اصلاح سیاست ہر میدان میں مقدم اصلاح عقیدہ ہے کیونکہ وہی اصل اور اسی پر مدار عمل ہے۔

انہوں نے جب دیکھا کہ سماج ومعاشرے میں بہت سے ایسے امور انجام دیئے جاتے ہیں جو توحید کے منافی ہیں تو وہ دیوانہ وار توحید وسنت کی حفاظت میں لگ گئے۔

بگاڑ کی بہت سی صورتیں عام تھیں مثلاً کسی کے نام کی دہائی دینا مدد کیلئے اس کو پکارنا، مالک سمجھنا اور ان کی محبت میں غلو کرنا یا شرکیہ نام رکھنا یا ان بزرگوں کے نام کے کڑے چھلے پہننا ان کے نام پر جانور چھوڑنا پالنا ذبیحہ کرنا یہ سارے امور بہت سے لوگ مسلم سماج ومعاشرے میں کرتے تھے جس کی قرآن نے تردید فرمائی ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں مگر مشرک ہیں، ان خرافات کے خلاف علماء حق نے جہاد کیا اور حتی الامکان ان کا خاتمہ کیا اور عملاً توحید کو عوام میں جاری وساری کرنے کی انتہائی جدوجہد کی جس کے آثار آج تک الحمدللہ باقی ہیں۔

اور انہوں نے اتباع رسول اللہ ﷺ کے تعلق سے یہ عقیدہ عام کیا کہ رسول کریم ﷺ کا فیصلہ آجانے کے بعد کسی اور طرف نہ دیکھا جائے بلکہ بلاتنگی داماں اور کھٹک کے اس کو قبول کرتے ہوئے سر تسلیم خم کردیا جائے۔ کوئی انقباض قلب نہ محسوس کرے۔

اللہ نے فرمایا: فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:٦٥) سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

اور جو بزرگان دین ائمہ کرام محدثین عظام رحمہم اللہ گذرے ہیں ان کے استنباطات واجتہادات سے بھرپور استفادہ کیا جائے لیکن صحت وصواب کی استواریاں غیر مشروط طور پر صرف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ میں منحصر ومحصور مانا جائے۔

انہوں نے ہر طرح کی گروہ بندی ورقابت وحزبیت کو رد کردیا جیسے ابابیت، بہائیت، قادیانیت، بریلویت، بے اصول انقلابیت وغیرہ نیز پیر پرستی، قبر پرستی آباء پرستی، خانقاہیت تقلید وجمود۔

یہی وہ علماء ربانی تھے جنہوں نے قادیانیت کی کمر توڑ دی شدھی تحریک کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔ حدیث پر شکوک وشبہات پیدا کرنے والے چکڑالویوں، پرویزیوں، منکرین حدیث کا قلع قمع کیا بدعات جو معاشرہ میں پنپ رہی تھیں مثلاً

چھٹنے کی دعوت، رجب کے کونڈے، بی بی کی صحنک، یوم عاشورہ میں دستر خوان وسیع کرنا، صفر کو منحوس سمجھنا شوال میں شادی نہ کرنا سماع وجد ورقص کو ذریعہ عبادت وکار ثواب سمجھنا، بیوہ کے سائے سے بچنا اس کو شادی کی تقاریب میں شرکت سے روکنا وغیرہ۔

ان تمام امور کی تردید کی اور سنت نبویؐ وتعامل صحابہؓ کی روش پر گامزن رہنے کی تلقین کی جس کا اعتراف ہندوستان کے اہل علم وقلم علماء نے کیا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں: اہل حدیث کے نام سے ملک میں اس وقت جو بھی تحریک جاری ہے حقیقت کے رو سے وہ قدم نہیں صرف نقش قدم ہے۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ جس تحریک کو لے کر اٹھے وہ فقہ کے چند مسائل نہ تھے بلکہ امامت کبریٰ، توحید خالص اور اتباع نبی ﷺ کی بنیادی تعلیمات تھیں مگر افسوس ہے کہ سیلاب نکل گیا اور باقی جو رہ گیا ہے وہ گذرے ہوئے پانی کی فقط لکیر ہے۔

بہرحال اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانے سے آج تک ہمارے دور ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ بھی ہمارے لئے بجائے خود مفید ولائق شکریہ ہے۔ بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی، قرآن پاک کی تعلیم وتفہیم کا آغاز ہوا، قرآن پاک سے براہِ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا، حدیث نبویؐ کی تعلیم وتدریس اور تالیف واشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ساری دنیا کے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت، یہ دولت نصیب ہوئی نیز فقہ کے بہت سارے مسلوں کی چھان بین ہوئی لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبویؐ کا جو جذبہ گم ہوگیا تھا وہ سالہاسال تک کے لئے دوبارہ پیدا ہوگیا مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جارہا ہے، اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ جہاد جس کی آگ اسلام کے مجر میں ٹھنڈی پڑگئی تھی وہ پھر بھڑک اٹھی یہاں تک کہ ایک زمانہ گذرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہوگئے اور کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کردیئے گئے یا تنگ وتاریک کوٹھریوں میں انہیں بند ہونا پڑا اور اب پردہ کیسا صاف کہنا ہے کہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی متوفی ۱۹۱۸ء کی زندگی تک اس تحریک کے علم برداران میں یہ روح کام کررہی تھی۔ (مقدمہ تراجم علماء حدیث ہند، طبع دوم ص ۳۱-۳۲)

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے ایک اجتماع میں فرمایا: ہندوستان میں تحریک اہل حدیث جن بنیادوں پر قائم ہوئی وہ بنیادیں چار تھیں۔ عقیدۂ توحید، اتباع سنت، جذبۂ جہاد اور انابت الی اللہ. جماعت انہیں چار چیزوں کا مجموعہ تھی۔

دوسرے لوگوں میں دیکھئے کہ اگر توحید ہے تو اتباع سنت میں کوتاہی ہے اگر اتباع سنت کا جذبہ ہے تو جذبۂ جہاد مفقود ہے اگر کہیں ذکر وفکر ہے تو اتباع سنت نہیں ہے غرضیکہ لوگوں نے خاص خاص چیزوں کو لے کر انہیں کو عمل کا دارومدار بنالیا ہے بخلاف اس کے جماعت اہل حدیث میں چاروں خصوصیتوں کا اجتماع ہوکر شہیدین کی صورت میں نمودار ہوا اور جس جماعت نے ان چاروں کا مظاہرہ بیک وقت کیا وہ جماعت صادق پور ہے جن کا خلوص اور تعلق مع اللہ ہر شک وشبے سے بالاتر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان چاروں خصوصیتوں کی جامعیت کے بغیر کسی طرح کے ٹھوس نتائج پیدا نہیں کرسکتیں جو ان سے ہوا۔ طبیعتوں کو بدلنا، رسموں کو پھیر دینا اور قلوب کو حرارتِ ایمان سے بھر دینا نہ تو اعلانات سے ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے یہ اسی جامعیت سے

ہوتا ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے: هُمْ بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ لوگوں میں جب تک یہ جھلک نظر نہ آئے کچھ نہیں ہوسکتا سید صاحب کی جماعت کے اندر دعوت وعزیمت کا خاص وہی اہتمام تھا جو کئی سو سال پہلے کے مسلمانوں کا امتیاز تھا۔ (اخبار الہدیٰ دربھنگہ۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۴۱ء)

مدیر اخبار ندائے مدینہ فرماتے ہیں: ''اگر پوری دنیائے اسلام کے اکابر علماء کسی ایک مجلس میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں، آریوں، سناتن دھرمیوں، ملحدوں، نیچریوں، شیعوں، منکرین حدیث چکڑالویوں، بریلویوں، دیوبندیوں سے غرض ہر فرقے سے ایک ایک گھنٹہ مسلسل نو گھنٹے بحث ومناظرہ کی نوبت آئے تو عالم اسلام کی طرف سے کون مقابلہ پر آئے گا مجھے معلوم نہیں لیکن پاکستان، ہندوستان، برما، سری لنکا، جزائر جاوا سماترا کی طرف سے ایک ہستی پیش ہوسکتی ہے، اور وہ حضرت مولانا شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی ہستی ہے ان کی رحلت کے بعد ہندوستان پاکستان کی یہ سربلندی باقی نہ رہی۔''

علامہ رشید رضاؒ نے فرمایا: ''کہ مولانا ثناء اللہ صاحب برصغیر ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں اور ان کی خدمات ان کے زہد وتقویٰ کو دیکھ کر ایک آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں۔ بلکہ وہ رجل الٰہی ہیں۔ (مجلہ المنار المجلد الثالث والثلاثون السنہ ۱۳۵۱ھ ص ۶۳۹)

علامہ محمد جمیل (دمشق) نے جب آپ کی تصنیف، فیصلہ مرزا کو دیکھا تو فرمایا آپ نے یقیناً ملحد ومرتد غلام احمد قادیانی سے اور اسکے بعد اس کی جماعت سے زبردست جہاد کیا ہے اور اسلام کی طرف سے مدافعت کا حق ادا کردیا ہے۔ (اہلحدیث ۱۰ر جون ۱۹۳۲ء)

مولانا ثناء اللہ صاحب جب مدرسہ دیوبند سے فارغ ہوئے اور سند لینے کے لئے مولانا محمود الحسنؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: ثناء اللہ طلباء تمہاری بہت شکایتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اعتراضوں میں بہت وقت ضائع کرتا ہے لیکن تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ جسے اللہ تعالیٰ کچھ عطا کرتا ہے اسی سے حسد ہوتا ہے۔ (سیرت ثنائی ص ۲۴۵)

مولانا ظفر علی خان نے مولانا کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا۔

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

مولانا احمد رضا خان صاحب کے بھانجے محبوب رضا خان مولانا حکیم محمود صاحب گوجرانوالہ والوں کے ساتھ علیگڈھ میں پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا'' کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آریوں نے ہمیں بہت تنگ کیا کوئی آدمی ان کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ کرتا تھا ہم نے ایک معمولی وہابی کو کہا اس نے خط لکھ دیا، حضرت مولانا اسی خط پر بریلی پہنچ گئے، جب آریوں کو علم ہوا تو وہ بھاگ گئے مولانا نے رات اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ پر تقریر فرمائی، ہم نے بہت زور لگایا کہ دو ایک دن اور ٹھہر جائیں مگر انہوں نے معذرت کی کہ مجھے دوسری جگہ جانا ہے اور فرمایا کہ ثناء اللہ کی پیدائش سے پہلے بھی اللہ نے قرآن کی حفاظت کی اور اس کے مرنے کے بعد اللہ ہی اس کی حفاظت کرے گا۔ ان کے چلے آنے کے بعد آریوں نے بڑا اودھم مچایا اور ان کے ایک مقرر نے کہا کہ میں قرآن کو جوتے کی ٹھوکر (نعوذ باللہ) مارتا ہوں دیکھتا ہوں کون خدا اسے بچاتا ہے مگر اس سے پہلے کہ اس کا پاؤں قرآن مجید تک پہنچے ایک آدمی نمودار ہوا اس نے اس زور سے اس کے سر پر بھالا رسید کیا کہ سر جسم میں دھنس گیا، شور مچ گیا مگر مارنے والا نہ ملا میں تو کہتا ہوں مولوی ثناء

اللہ ولی اللہ تھا۔ ایسی چنگاری بھی یارب میرے خاکستر میں ہے۔

برصغیر کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عقائد واعمال، فکر ونظر، سیرت وکردار، دعوت وتبلیغ، وعظ وارشاد، بحث وتحقیق، مناظرہ ومکالمہ، درس وتدریس، تعلیم وتربیت، تذکیر وتزکیہ، تقریر وتحریر، تصنیف وتالیف، سیر وسوانح، تفسیر وحدیث، فقہ وتفقہ، جہاد واجتہاد اور سیاسیات کے ساتھ ساتھ استخلاص وطن اور استقلال ہند کے تمام نمایاں مقامات پر اہل حدیث علماء وافراد ہراول دستہ کے طور پر نظر آئیں گے مسلمانوں کے عہد زوال میں جب انگریز استعماری سازشوں کے جال پھیلا رہا تھا اس وقت سے لے کر آج تک اہل حدیثان برصغیر نے نہ صرف اس پر گہری نظر رکھی بلکہ اس کا مردانہ وار مقابلہ بھی کیا اس وقت سے لے کر اب تک اتحاد بین المسلمین کی دعوت کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی علمی اصلاحی دینی سیاسی سماجی ورفاہی معاشرتی اور اصلاح عقائد وغیرہ کی کوئی تحریک ایسی نہیں جس میں اہل حدیثوں کا بھرپور کردار اور نمایاں رول نہ رہا ہو، موجودہ حالات میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ان واقعات کو اپنے جھولی میں انتہائی بے شرمی کے ساتھ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور تاریخ کو مسخ کرنے میں مصروف ہیں مگر حقیقت حال تو یہ ہے۔

یہ بلبلوں کا صبا مشہد مقدس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو یہ تیرا باغ نہیں

☆☆☆

قوم وملت کا ایک بے لوث خادم نہ رہا!

بڑے رنج وغم کے ساتھ خبر دی جارہی ہے کہ ابراہیم عباس فقیہ، صدر جماعت المسلمین پابرہ کا یکم مارچ بروز جمعرات ۲۰۱۲ء کو انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نیک سیرت، خوش اخلاق، محسن وفیاض تھے۔ دولت کی فراوانی کے باوجود ملنسار انسان تھے، جماعت کی اور اجتماعی نیز دینی وملی کاموں میں بھرپور تعاون کرتے تھے۔ تقریباً چودہ برس تک جماعت المسلمین پابرہ کی بے لوث خدمت کرتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کی بڑی پابندی کرتے تھے۔ خصوصاً اذان فجر سے قبل بیدار ہوکر تلاوت قرآن میں منہمک ہونا اور بعد نماز بھی تلاوت قرآن ان کا معمول تھا۔ علماء کی قدردانی اور مہمان نوازی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے۔ زندہ دلی کا یہ عالم تھا کہ بات کرنے سے پہلے ضرور مسکراتے تھے۔ کسی کی تکلیف ان سے نہ دیکھی جاتی تھی۔ خدمت خلق میں پیش پیش رہتے تھے۔ حاصل یہ کہ مرحوم بہت ساری خوبیوں کے حامل تھے۔ آہ! وہ محسن وفیاض وبااخلاق انسان نہ رہا۔

دوسرے دن مورخہ ۲ مارچ بروز جمعہ سیکڑوں افراد نے مرحوم کے بھتیجے حافظ قیس کی اقتداء میں نماز جنازہ کی آدائیگی کی اور جامع مسجد سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

شریک غم: عہدیداران واراکین وممبران جماعت المسلمین پابرہ۔ اور شیخ محمد زماں سراجی امام وخطیب جامع مسجد پابرہ۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران واراکین بھی پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

امن عالم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

● عبدالمعید مدنی - علیگڈھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے، اور رحمت ورأفت کی صفت بھی بدرجۂ اتم ان کے اندر موجود تھی۔ رب کریم نے ان کی ان خوبیوں کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی کفار کے لئے سخت ہیں اور باہم مہربان ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْن (ال عمران:۱۳۵)

اور یہ لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر گزرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی مغفرت کے طلبگار ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف فرمائے اور جانتے بوجھتے جو کر گزرے اس پر جمے نہیں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلاماً (الفرقان:۶۳)

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دھیرج سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ آتے ہیں تو کہتے ہیں سلامت ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاس (ال عمران:۱۳۴) وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے لوگ ہیں۔

صرف ان چند نصوص کی روشنی میں اگر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ کسی فرد یا جماعت کے پرامن رہنے اور پرامن کام کرنے اور امن قائم کرنے کے لئے سارے اصول وضابطے موجود ہیں اور جن کے اندر یہ اصول وضابطے شخصی اور جماعتی خوبی بن جائیں ان کے متعلق حالات وظروف اور روزمرہ کے نشاطات وتصرفات ہی گواہی دیں گے کہ وہ امن کے رکھوالے اور اس کے قیام میں کوشاں رہنے والے لوگ ہیں۔

اگر کسی جماعت اور گروہ کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ سنا دے کہ وہ حق کے پابند اور باطل کے دشمن ہیں، حق پسندوں کے کے لئے حریر وپرنیا اور باطل کے لئے فولاد ہیں، اچھے لوگوں کے دوست اور بروں کے دشمن ہیں، سماج میں انسانوں کے لئے

انسانیت دوست، بشریت نواز، غریب پرور ہیں اور کمزوروں کے لئے سہارا ہیں اس کے برعکس ظالموں کے حق میں خار ہیں، ان کے ظلم وتعدی کو روکتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں ان کا یہی وطیرہ ہے کون انکار کرسکتا ہے کہ ایسے لوگ پرامن اور امن کے داعی نہیں ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ان کے داعی نہیں ہیں انسان جب برائیوں کا خوگر ہوتا ہے برائیاں اسے راس آنے لگتی ہیں اور برائیوں پر برائیاں کئے جاتا ہے اسے برائیوں کی بازدید کی توفیق نہیں ملتی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس کا رویہ درست نہیں ہے۔ وہ اصول پسند نہیں ہے اس کی برائیوں سے ارتکاب کی للک اسے کسی بھی غلط کام کے ارتکاب کی طرف لے جاسکتی ہے وہ انسانوں پر زیادتی کرسکتا ہے، وہ دوسروں کے لئے وبال جان بن سکتا ہے، وہ حقوق تلفی کرسکتا ہے، دوسروں کے جان مال کے لئے خطرہ بن سکتا ہے، دوسروں کی عزت وآبرو کے لئے خطرہ بن سکتا ہے، اس کے برعکس اگر ایک ایسا انسان ہے جو اصول وضابطے کا پابند ہے، اس کا ضمیر زندہ ہے وہ کسی معمولی گناہ کے ارتکاب سے لرزتا ہے۔ اور اگر خطاونسیان سے کسی غلطی کا ارتکاب کربیٹھے تو فوراً اس سے باز آجاتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں سراپا عجز ونیاز اور فریاد بن جاتا ہے، معافی کا طلبگار ہوتا ہے، جب تک اسے معافی کا یقین نہ ہوجائے، وہ بلبلاتا رہتا ہے، اندازہ لگایئے کیا اللہ سے اس قدر ڈرنے والا انسان کبھی کسی سماج معاشرے اور ملک کیلئے خطرہ بن سکتا ہے، جب وہ ایک فردی گناہ سے لرزتا ہے تو سماج میں فساد پھیلانے کی بات کبھی سوچ سکتا ہے۔

اس زمین پر بسنے والے مختلف ذہنیت اور مختلف خیال کے ہوسکتے ہیں اور عموماً انسان اکڑ کا شکار ہوجاتا ہے یہی اکڑ سب سے بڑے فساد کا ذریعہ ہے، انسان کے اندر جس قدر اکڑ ہوتی ہے۔ اسی کے بقدر وہ اس دھرتی پر فساد کا باعث بنتا ہے، جب کسی انسان کے اندر اکڑ پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنی ذات کے امن کو تاراج کردیتا ہے اور اس کی اکڑ اگر حد سے بڑھ گئی اور اس کی ذات آگے نکلی تو وہ دوسروں کے امن کو غارت کرتے پھرے گا، سوء اتفاق اگر اس کی اکڑ کے ساتھ ایسی صلاحیت موجود ہے کہ سماج اس سے متاثر ہو تو وہ سماجی فتنہ وفساد بن جاتا ہے، اس کی اکڑ اگر ارتکاب جرائم میں تبدیل ہوجائے تو جرائم پیشہ بن جاتا ہے، اور اگر اس کی اکڑ کے ساتھ طاقت بھی ہو تو وہ قتل وخون ریزی کا سبب بن جاتا ہے۔

اکڑ کی کل کہانی یہی ہے جور وظلم، فتنہ وفساد، قتل وخون ریزی، امن عامہ کی تباہی، انسانیت کی ہلاکت وبربادی۔ سارے فراعنہ، طواغیت اور ظالمین کا یہی کام اور یہی پیشہ تھا، اور اب انہیں اکڑنے والوں کے نام سے ظلم وجبر اور فتنہ وفساد معنون ہے۔

وہ اللہ کے بندے جن کے متعلق رب گواہی دے کہ ان کی سیرت وکردار، چال ڈھال پر گفتگو وطرز فعال یا اقوال واعمال میں کسی اکڑ کا شائبہ بھی نہیں، فروتنی، انکساری وتحمل ووضع داری جن کی پہچان ہے ان کے متعلق کیا سوچا جاسکتا ہے یہی نا کہ ایسا شخص یا ایسے لوگ دوسروں کے لئے سامان اذیت نہیں بن سکے، ان کی ذات سے لوگوں کو خوشی ومسرت ہی مل سکتی ہے اور ایسے لوگ امن وسکون فراہم کرنے میں ہر ممکن کوشش کرسکتے ہیں۔

دوسرے پہلو سے دیکھئے، انسانی زندگی میں تباہی، قتل

وغارت گری انتقام کے جذبے سے پھیلتی ہے۔ کسی انسان یا گروہ کے اندر جب انتقام کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اس کی زندگی کا محور ہی فساد انگیزی بن جاتا ہے، منتقم مزاج انسان خود بھی تباہ ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ کر دیتا ہے، انتقام لینے کے لئے وہ ہر حربہ استعمال کر سکتا ہے مگر جن کے اندر انسانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے وہ کبھی اپنے اندر انتقامی جذبات پنپنے ہی نہیں دیتے ہیں وہ کسی بھی انسانی وار اور ناپسندیدہ باتوں اور کاموں کو نظر انداز کر دینے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں، وہ کسی بھی تعدی اور ظلم کو پنپنے کا موقع ہی نہیں دیتے ہیں اسے اول وہلہ ہی میں کچل دیتے ہیں۔

عفو در گزر کرنا اور تمام منفی جذبات کو کچل دینا سب سے بڑی بہادری ہے، اس سے بڑی بہادری اور کوئی ہو نہیں سکتی ہے، یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں، سماج میں سیاسی، معاشی، عائلی زندگی گزارتے ہوئے انسان کے جذبات قدم قدم پر مجروح ہوتے ہیں، حق تلفیاں ہوتی ہیں ظلم وتعدی ہوتا ہے لیکن اگر انسان اپنی نجی زندگی میں ان تمام مراحل سے بسلامت گذر جاتا ہے اور اپنے دین ایمان کو بچالے جاتا ہے اور خود بھی محفوظ رہتا ہے اور اگر کسی معاشرے یا ملک میں پورے باشندے ایسے ہوں تو امن وسلامتی کا کیا حال ہوگا اور کس قدر لوگ پرسکون اور پرامن ہو سکتے ہیں۔

امن وسلامتی دینی تعلیمات کے فروغ، حق کی پاسداری اور اس پر عمل پیرائی سے آتی ہے، اس کی پاسداری اور اس پر عمل پیرائی کے بھی اصول ہیں، ان اصولوں کو نظر انداز کر کے انسان چاہے کہ انفرادی واجتماعی زندگی میں امن وسکون قائم رہے ممکن نہیں۔

ان چند آیات کی روشنی میں دیکھئے کہ صحابہ کرامؓ کس قدر پرامن زندگی گزاری اور ہر سطح پر امن کو قائم رکھا اور اللہ کی ہدایات پر ایسے پختہ عامل نکلے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی امن پسندی کی گواہی دی، سیر وسوانح اور تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کی پوری زندگی امن کا گہوارہ نظر آئے گی، مکہ میں تیرہ سالوں تک تمام ظلم وستم سہتے رہے لیکن کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا، نہ اپنے اندر انتقام کا جذبہ پالا جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے اور جہاد فرض ہوا تو انہوں نے تلوار اٹھائی، جہاد ایک اصولی جنگ ہے کمزوروں کی حفاظت کے لئے، ظلم کو ختم کرنے کے لئے اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے، اوہام وخرافات، رسم ورواج اور غیر کی عبادت کی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے۔

کمزوری کی حالت میں انہوں نے انتقام کا جذبہ نہیں پالا، اور طاقتور ہوئے تو کسی سے انتقام نہ لیا جب میدان میں ظالموں نے طاقت کا مظاہرہ کیا تو امن قائم کرنے کے لئے ان سے نمٹ لیا اور میدان وغا میں بھی اگر دشمن سرفگندہ ہوا تو اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا، اسے اپنے سے بہتر کھانا کھلایا اور رہنے کا اچھا انتظام کیا۔

مکہ فتح ہوا تو کسی نے وہاں کے باشندوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا، طائف کے لوگوں کا ظلم حد سے گزر گیا تھا لیکن انہیں بھی معافی ملی، قضا کی کرسی پر بیٹھے تو کافر کا اگر حق بنا تو مسلمان سے اس کا حق دلایا، حضرت عمر اور حضرت علیؓ کے فیصلے ہمارے سامنے ہیں۔

باہمی اختلافات ہوئے تو حق کا ساتھ دیا۔ اور باہمی اختلافات کی حالت میں بھی دشمن کو کبھی اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرنے کے لئے سوچا بھی نہیں، انہوں نے اپنی بصیرت

سے ہمیشہ معاملہ کو سلجھایا، یہ الگ بات ہے کہ مریضان قلب آج تک ان کے تلاش حق اختلاف رائے کو کیش کراتے پھریں اور منافقین ہی نے اختلافات پیدا کئے اور وہی روتے بھی ہیں۔

خیبر فتح ہوا سب کو امن وچین سے رہنے کا پروانہ ملا، یہود کی دس سالہ ریشہ دوانیاں، منافقین کی دس سالہ نافرمانیاں ایک طرف اور رسول گرامی اور صحابہ کرامؓ کا عفوودرگذر دوسری طرف یہ سب کس لئے تھا تاکہ لوگ پر امن رہیں، امن کا ماحول بنا رہے، شروفساد اور فتنے پھیلیں نہیں، اعراب اور قبائل جو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے تاک لگائے تھے رسول گرامی نے انہیں اصحاب کرامؓ کے راستوں کے ذریعہ پورے جزیرۃ العرب میں امن کا ماحول قائم کردیا، ان کی شرارتوں کے سبب انہیں اجاڑا نہیں، ان کے اموال وجائیداد کو نیلام نہیں کیا، ان کی نسلوں کو تباہ نہیں کیا، بچوں اور عورتوں کو برباد نہیں کیا۔

معرکہ وپیکار میں ایسا طریقہ اختیار کیا گیا کہ کم سے کم خون ریزی ہو زیادہ سے زیادہ امن وسلامتی قائم ہو۔

امن عامہ اصول وقانون کی پاسداری سے قائم ہوتا ہے، ان پر عمل پیرائی سے قائم ہوتا ہے، عفوودرگذر سے قائم ہوتا ہے، انصاف پر مبنی نظام حکمرانی سے قائم ہوتا ہے، مساوات سے قائم ہوتا ہے، مفادات کے یکساں مواقع فراہم ہونے سے قائم ہوتا ہے، سماج میں اعلیٰ کردار پائے جانے سے قائم ہوتا ہے، اللہ کے خوف اور قیامت کی بازپرس سے قائم ہوتا ہے۔

ذاتی امن، گھریلو امن، سماجی امن، سیاسی امن ہر طرح امن کی بحالی کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہوسکتی ہے وہ سارے مادی معنوی اسباب امن صحابہ کے لئے فراہم تھے اور انہیں ہر قسم کا امن حاصل تھا اور پورا ملک وسماج اس سے لطف اندوز ہورہا تھا۔

جب دور خیر کا ہر فرد امن وسکون سے بہرور تھا اور امن وسکون متوفر ہونے کی دینی صلاحتیں اس کے اندر موجود تھیں اور ان کی فکر سوچ سیرت کردار ذہنیت میں امن وطمانیت جلوہ گر تھی تو اس قابل رہتے کہ کسی بھی پنپنے والے فساد اور فتنے سے فوراً نمٹ لیں، نفاق اور اس کی ریشہ دوانیوں سے نمٹنے میں وہ ہمیشہ کامیاب رہے۔

یہودی فتنوں سے وہ بڑی کامیابی سے عہدبرآ ہوئے، مشرکین عرب کے تمام فتنوں سے وہ بڑی صفائی سے بچ نکلے اور کفروشرک کو قلع قمع کرنے میں کامیاب رہے۔ رنگ ونسل، لسان وزبان، خاندانی عصبیت، ذاتی مفادات سے وہ اوپر اٹھ چکے تھے اس لئے یہ عصبیتیں ان کے قریب نہ پھٹک سکیں۔

اور جب کبھی فتنے اٹھے تو صبر وتحمل سے ان سے نمٹ لیا، مشاجرات صحابہ کو ہوا دیا جاتا ہے لیکن اصلا یہ سب بگڑے ہوئے کم فہم یہودی نفاق کے شکار لوگوں کے کرتوت ہیں، اصلا اصحاب کرام کا دامن ان فتنوں سے پاک ہے اگر ان کی شمولیت ظاہر میں نظر آتی ہے، تو یہ حق طلبی کے لئے تھی نہ کہ نفس پرستی کے لئے لیکن نفس پرست غیر صحابہ۔ خوارج اور شیعہ اور یہودی الاصل اسلام کے بعض دعوے داروں کا یہ کام تھا کہ فتنہ بھڑکائیں اور صدیوں ان کے طرز کی سوچ کے لوگ انہیں کیش کراتے پھریں یا مسلمانوں کے درمیان فتنہ پھیلائیں۔

☆☆☆

بدعات وخرافات کی تردید میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مثالی کردار

● عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی - جامعہ رحمانیہ کاندیولی

دین اسلام کے حقیقی وارثین وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے نزول قرآن کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا اور نبی اکرم ﷺ کے روئے زیبا کو دیکھ کر اپنے ایمان ویقین کو تازہ کیا، انہیں نفوس قدسیہ کی محنتوں، کاوشوں اور عظیم الشان قربانیوں اور بے مثال جان نثاریوں کا نتیجہ ہے کہ آج دین اسلام کامل اور مکمل شکل میں موجود ومحفوظ ہے۔ رب کائنات نے ان کے ستودہ صفات اور مخلصانہ خدمات کی وجہ سے انہیں دنیا کی سب سے بڑی نعمت "رضوان من اللہ" کا مژدہ سنایا اور "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کا حسین ٹائٹل ابد الآباد کے لئے عطا فرمایا۔ دراصل یہ مقام ومرتبہ اصحاب رسول اکرم ﷺ اور ان کے مقدس گروہ کو حقیقی جذبہ اتباع، محبت رسول میں مثالی کردار ونمونے اور اطاعت نبی ﷺ میں ان کے بے پناہ ولولے کی وجہ سے حاصل ہوا، جہاں رہے اتباع سنت مصطفی ﷺ کے داعی اور محبت رسول مجتبی ﷺ کے شیدائی رہے، نگاہ اٹھائی تو نبی کے طریقے کو ملحوظ رکھا۔ لب کشائی کی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے طرز گویائی کو مثال بنایا، قدم بڑھایا تو اسوۂ حسنہ سامنے رہا اور زندگی گزاری تو حیات طیبہ کے نقوش جاوداں کو حرز جاں بنالیا۔ الغرض ان کی ہر ایک ادا نبی کی اداؤں کا نمونہ اور ہر ایک حرکت نبی کی سنتوں کا آئینہ دار رہی جب تک زندہ رہے اتباع واطاعت کا سرچشمہ رہے اور ابتداع ونو ایجاد شدہ اشیاء سے بالکل کنارہ کش اور بے پرواہ رہے، اس راہ میں ہزار تکلیفیں آئیں مگر حق کا علم لے کر چلتے رہے اور چراغ سنت سے زمانے کو روشن کرتے رہے۔ صحابہ کرام ﷺ کے حیات طیبہ کے روشن دریچوں سے یہ بات عیاں ہے کہ جس طرح اتباع میں ان کا جذبہ کامل تھا اسی قدر ابتداع اور نو ایجاد شدہ بدعتوں سے وہ بالکل دور اور متنفر رہے۔

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے بعد اہل دنیا کو انہوں نے شمع سنت سے روشناس کیا اور بدعات اور اس کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا، نقوش سیرت صحابہ اس بات کی دلیل ہیں کہ بسا اوقات بعض اہل علم صحابہ نے بدعتی اور ہوئی پرست کے خلاف اتنا سخت موقف اختیار کیا کہ اس کی تاریخ اسلام میں نظیر نہیں ملتی۔ مقصد یہ تھا کہ سنت کے روشن چہرہ کو کوئی بدعتی اور ہوئی پرست اپنی من مانی اور محدث باتوں سے داغدار نہ کر سکے۔ ذیل

کے سطور میں انہیں نفوس قدسیہ کے حوالہ سے بدعات وخرافات کے سلسلے میں ان کے موقف کی مختصراً وضاحت کی گئی ہے۔

بدعت کا لغوی معنی:

بدعت کا اصل اشتقاق عربی زبان میں ابدع، تبدع، بدیع، مبدع و مبتدع سے ہے جس کے لغت میں دو معانی ہیں۔

۱) بلا سابق مثال کے کسی چیز کو بنانا اور ایجاد کرنا اور اسی معنی میں آیت کریمہ ہے "بدیع السموات والارض" یعنی اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو بلا کسی سابق مثال کے پیدا کرنے والا ہے (البقرہ:۱۱۷) دوسری آیت میں ہے "قل ماکنت بدعاً من الرسل" کہہ دیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں (احقاف:۹۱) اور اسی سے ہے ورهبانية ابتدعوها ما کتبناها علیهم اور یعنی رہبانیت جس کو ان لوگوں نے بلا کسی سابق مثال کے ایجاد کرلیا ہے ہم نے ان کے اوپر اسے متعین نہیں کیا ہے۔

(الحدید:۲۷)

۲) تھکاوٹ اور اکتاہٹ: عربی میں کہا جاتا ہے کہ ابدعت الراحلة یعنی اونٹنی تھکاوٹ اکتاہٹ کی وجہ سے بیٹھ گئی پہلے نہیں بیٹھتی تھی۔(لسان العرب:۳۵۱/۹، مقاییس اللغۃ:۲۰۹/۱)

بدعت کا اصطلاحی معنی:

علماء نے بدعت کی مختلف تعریفات کی ہیں جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ سیوطی اور علامہ شاطبی اور دیگر کئی علماء وفقہاء ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ جامع تعریف علامہ شاطبی رحمہ اللہ کی ہے آپ لکھتے ہیں: البدعة اذن طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشريعة يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبد لله سبحانه

ترجمہ: کہ بدعت ایک ایسا راستہ ہے جسے دین میں ایجاد کرلیا گیا ہو اور شریعت کے مخالف ہو اور اس پر چلنے کا مقصد زیادہ عبادت ہو۔(الاعتصام للشاطبی ۳۶/۱-۳۷)

بدعت کی شرعی حیثیت:

قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ وائمہ کی روشنی میں بدعت ایجاد کرنا اس پر عمل کرنا اور اسے ترویج دینا حرام ہے۔ شریعت اسلامیہ نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا ہے اور ابتداع سے منع فرمایا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱) رہبانیت ایک ایسی بدعت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے رهبانيه ابتدعوها ما كتبنا ها عليهم۔

۲) بدعت سے بچنا ضروری ہے کیونکہ گمراہی اور ضلالت کا راستہ ہے۔ حدیث عرباض بن ساریہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة (ابوداؤد ۴۶۰۷، ترمذی ۲۶۷۶)

اور جابر بن عبداللہ کی روایت میں ہے: "وشر الامور محدثاتها وکل محدثة بدعة" (مسلم:۱۵۳/۶ نووی)

اور ایک روایت میں ہے "وکل ضلالة في النار" (النسائی ۱۸۰/۳ بسند صحیح) اس حدیث میں لفظ کل ہر بدعت کو شامل ہے اس سے بدعت حسنہ مستثنیٰ نہیں علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ لفظ کل علماء کے نزدیک اپنے عموم پر محمول ہے اس سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور اس میں دراصل کوئی ایسی بدعت نہیں ہے جو حسنہ ہو۔

۳) ہر بدعت اور محدث (نو ایجاد شدہ شئی) مردود ہے کسی بھی حال میں قابل قبول نہیں ہے۔فرمان رسول ﷺ ہے"من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد (مسلم) وفی روایۃ "من صنع أمرا على غير أمرنا فهورد" (ابوداؤد) جس نے ہمارے دین میں کچھ ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے یا جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے حکم کے خلاف ہے تو وہ قابل ردّ ہے۔

۴) سنت کی خلاف ورزی اور بدعات پر عمل ہلاکت خیزی کا باعث ہے۔حدیث رسول ہے"لكل عمل شرة ولكل شرة فترة فمن كانت فترته الى سنتي فقد اهتدى ومن كانت فترته الى غير ذلك هلك کہ ہر عمل کے لئے برائی ہے اور ہر برائی کے لئے کچھ وقت ہے تو جس کا وقت سنت کی طرف ہو تو وہ ہدایت یاب ہے اور جس کا اس کے علاوہ ہو تو وہ ہلاک ہے۔(صحیح الترغیب ۵۶ باسناد حسن (واصلہ فی مسند احمد ۲/۱۸۸)

۵) بدعتی آدمی معلون ہے اور اس کی توبہ قابل قبول نہیں۔ فرمان رسول ﷺ ہے:ان الله صحبا التوبة عن كل صاحب بدعة حتى يدع بدعته کہ اللہ تعالی نے ہر صاحب بدعت کی توبہ کو قبول کرنے سے روک دیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے۔(صحیح الترغیب ۵۴)

بدعات کی تردید اور مذمت کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف:

یہ بات ہر ذی علم کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام نے جس قدر سنت کی اتباع میں اپنی زندگی کے قیمتی اوقات اور متاع عزیز صرف کیا اسی قدر وہ بدعتوں سے حد درجہ دور رہے اور اہل بدعت کے لئے تیغ براں بنے ،تاریخ شاہد ہے کہ اس طرح کے بے شمار نمونے اور مثالیں کتب احادیث اور سیرت و تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں جن سے بدعات اور اس کی تباہ کاریوں کے سلسلے میں صحابہ کرام کا حقیقی موقف اور مثالی کردار بالکل واضح ہے۔ذیل میں ہم حسب استطاعت بعض اجلۂ صحابہ کرام کے اقوال تحریر کر رہے ہیں جن سے بدعات و خرافات اور غیر شرعی اعمال و اطوار کے سلسلے میں ان کے موقف کی ترجمانی ہوتی ہے ویسے تو اس طرح کے بے شمار اقوال ہیں اگر تحریر کیا جائے تو ایک مستقل دفتر تیار ہوسکتا ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے چند صحابہ کرام کے اقوال زیب قرطاس ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول:

اتباع سنت لازم ہے اور بدعات کی پیروی کج روی ہے:

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد فرماتے ہیں کہ: میں تم میں کا ایک آدمی ہوں میرا خیال ہے کہ شاید تم مجھے اس چیز کا مکلف بنا رہے ہو جس کی طاقت رسول اللہ رکھتے تھے۔اللہ تعالی نے آپ کو آفات و مصائب سے بچائے رکھا اور دنیا والوں کے لئے آپ کو منتخب کیا اور فرمایایا ايها الناس انما انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعينوني وان زغت فقوموني کہ اے لوگو! میں سنت کی اتباع کرنے والا ہوں اور بدعتوں کی پیروی کرنے والا نہیں اگر اپنے معاملات میں سنت پر قائم رہوں اور اچھا کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں کج رو ہو جاؤں تو مجھے راہ راست پر لانا۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد:۳/۱۸۳)

حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قول:

بدعتی اور ھوئی پرست کی توبہ قابل قبول نہیں اور اصحاب رسول ﷺ ان سے بری ہیں:

حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں کہ ان لکل صاحب ذنب توبة غیر اصحاب الاھواء والبدع لیس لھم توبة انا برئی منھم وھم منی براء کہ ہر صاحب گناہ کی توبہ قبول ہوگی سوائے بدعتی اور ھوئی پرست کے ان کی توبہ قابل قبول نہیں میں ان سے بری ہوں اور یہ مجھ سے بری ہیں۔

(السنة لابن ابی عاصم بتخریج الشیخ البانی رقم ۲۲،۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول:

اتباع ضروری ہے اور ابتداع حرام ہے:

"عن عثمان الازدی قال: دخلت علی ابن عباس فقلت: اوصنی فقال: نعم، علیك بتقوی الله والاستقامة اتبع والا تبتدع" کہ عثمان الازدی کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور دین پر استقامت کو لازم پکڑو اور سنت کی اتباع کرو بدعات مت اختیار کرو۔ (سنن الدارمی المقدمه باب من هاب الفتیا ۱/ ۵۰)

بدعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ امر ہے:

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان ابغض الامور الی الله البدع وان من البدع الاعتکاف فی المساجد التی فی الدور کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مبغوض بدعتیں ہیں اور بدعت میں یہ بھی ہے کہ ان مسجدوں میں اعتکاف کیا جائے جو گھروں میں ہیں۔ (السنن الکبری للبیہقی ۴/۳۱۶)

عبداللہ بن عمرؓ کا قول:

دین میں کوئی بدعت حسنہ نہیں: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "کل بدعة ضلالة وان رآھا الناس حسنة" کہ ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اس اچھا ہی کیوں نہ سمجھیں۔

(شرح اصول اہل السنہ والجماعہ للالکائی ۱۲۶، المدخل الی السنن للبیہقی ۱۹۱)

چھینک کے جواب میں الحمد لله یا دیگر اذکار مسنونہ میں درود وغیرہ کا اضافہ بدعت ہے:

نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمرؓ کے بغل میں چھینک آنے کے بعد کہا الحمدلله والسلام علی رسول الله۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کی چھینک کے اس دعا میں زیادتی کو بدعت قرار دیتے ہوئے فرمایا: "ولیس ھکذا علمنا رسول الله علمنا ان نقول: الحمدلله علی کل حال" کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ نے ایسے نہیں سکھلایا بلکہ یہ کہا ہے کہ جب چھینک آئے تو الحمدلله علی کل حال کہو۔

(مستدرک الحاکم ۴/۲۶۵-۲۶۶، سنن الترمذی: ۲۷۳۸ وقال الشیخ البانی حسن)

بدعتی سے قطع تعلق ضروری ہے: نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک دوست ملک شام سے آپ کے پاس خط وکتابت کرتا تھا حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کے پاس ایک خط لکھا کہ انه بلغنی انك تکلمت فی شئی من القدر فایاك ان تکتب الی" (ابوداؤد ۴۶۱۳) اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس آدمی نے آپ کو سلام بھیجا تو آپ نے

فرمایا: بلغني انه قد احدث فلا تقرئه مني السلام فاني سمعت رسول الله يقول: يكون في امتي مسخ وخسف وقذف وذلك في اهل القدر کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم تقدیر کے سلسلے میں کچھ کلام کرتے ہو اس لئے خبردار تم میرے پاس آئندہ خط نہ لکھنا، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے جواب دیا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدعت اختیار کرلیا ہے اس لئے اس کا سلام مجھے مت پہنچاؤ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں چہرہ مسخ کیا جانا، دھنسادیا جانا اور قذف کا عذاب ہوگا اور یہ تقدیر کے منکرین میں ہوگا۔

(سنن ابی داؤد ۴۶۱۳، سنن ابن ماجہ، ۴۰۴۱، المشکاۃ ۱۰۶، ۱۱۶)

بالتزام مسجد میں باجماعت صلاۃ الضحیٰ (نماز چاشت) پڑھنا بدعت ہے جب کہ اصل نماز سنت ہے۔

امام مجاہد کہتے ہیں کہ میں اور عروۃ بن الزبیر مسجد میں داخل ہوئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز (صلاۃ الضحیٰ) پڑھ رہے تھے ہم نے آپ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "بدعة" یہ تو بدعت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: قال عياض وغيره، انما انكر ابن عمر ملازمتها واظهارها في المساجد وصلاتها جماعة لا انها اى اصل الصلاة، مخالفة للسنة، ويؤيده مارواه ابن ابي شيبة عن ابن مسعود انه رأى قوما يصلونها فانكر عليهم وقال: ان كان ولابد ففي بيوتكم کہ قاضی عیاض کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسجد میں باالتزام اور با جماعت لوگوں کو دکھا کر نماز چاشت سے منع فرمایا۔ اس وجہ سے کہ اصل صلاۃ سنت کے مخالف ہے اور اس کی تائید ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کرتی ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر انکار کیا اور کہا کہ اگر ضروری ہے تو اپنے گھروں میں پڑھو۔ (صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب کم اعتمر النبی مع الفتح ۳/۶۰۲، ۱۷۷۵، صحیح مسلم الحج باب عدد عمر النبی ۳۰۲۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول:

۱) اتباع کرو اور ابتداع سے بچو:

قال رضي الله عنه: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم وكل بدعة ضلالة۔ ترجمہ: اتباع کرو اور بدعت ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ اتباع ہی تمہارے لئے کافی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (سنن الدارمي ١/ ١٦٩، مجمع الزوائد للهيثمي ١/ ١٨١، وقال رجاله رجال الصحيح)

۲) بدعت اور نئی ایجاد شدہ چیزوں سے دور رہنے کی تلقین:

قال: تعلموا العلم قبل ان يقبض وقبضه ان يذهب اهله الا واياكم التنطع والتعمق والبدع وعليكم بالعتيق"

ترجمہ: علم اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کرو علم ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ علماء ختم ہوجائیں گے، مبالغہ آرائی اور تکلف وکرید کرنے اور بدعتوں سے بچو اور اپنے لئے عتیق یعنی اصحاب رسول کے سیدھے راستے کو لازم پکڑو۔

(سنن الدارمي ١/ ٥٤، شرح اصول اعتقاد اهل السنة لالكائي ١/ ٨٧)

۳) سنت کی پیروی میں میانہ روی بدعات میں جدوجہد سے بہتر ہے۔ قال: "الاقتصاد فی السنة احسن من الاجتهاد فی البدعة"

ترجمہ: سنت میں میانہ روی بدعات میں اجتہاد اور محنت کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ (صحیح الترغیب للالبانی ۴۱ وقال صحیح موقوف)

۴) بدعتیوں کی سرزنش کرنا ضروری ہے۔ عمرو بن زرارۃ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میرے پاس کھڑے ہوئے اور میں قصہ گوئی کررہا تھا مجھے زور سے ڈانٹ کر کہا: یاعمرو لقد ابتدعت بدعة ضلالة او انك لاهدى من محمد واصحابه فلقد رأيتهم تفرقوا عنی حتی رأيت مكانی مافيه أحد" کہ اے عمرو! تم نے گمراہی اور بدعت اختیار کرلیا ہے اور یا تو تم محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ سے زیادہ ہدایت یاب ہو چنانچہ میں نے دیکھا کہ لوگ یہ سن کر وہاں سے چلے گئے یہاں تک کہ میں نے اپنی اس جگہ کسی کو نہیں دیکھا۔

(صحيح الترغيب للالبانی ۶۰، ۱/۱۳۲ وقال صحيح لغيره موقوف)

۵) حلقہ بنا کر کنکریوں سے تسبیح پڑھنے والوں کی ضلالت وگمراہی اور بدعت کا بھیانک انجام:

عمرو بن سلمہ الہمدانی روایت کرتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز سے پہلے عبداللہ بن مسعودؓ کے دروازے پر جمع ہوتے تھے جب آپ گھر سے نکلتے تو ہم آپ کے ساتھ مسجد جاتے ایک دن ابوموسیٰ اشعریؓ ہم لوگوں کے پاس آئے اور کہا ابوعبدالرحمٰن (ابن مسعود) ابھی تک نہیں نکلے۔ ہم نے کہا کہ نہیں، آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور ان کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے جب وہ نکلے تو ہم ان کے پاس جمع ہو گئے ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک عجیب وغریب کام دیکھا ہے اور میں نے خیر ہی دیکھا ہے، آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ ابوموسیٰؓ نے کہا: آپ اگر زندہ بخیر وہاں پہنچ گئے تو خود ہی دیکھ لیں گے، میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا جو حلقہ بنا کر بیٹھے نماز کا انتظار کررہے تھے، ہر حلقہ میں ایک آدمی سردار تھا بقیہ لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں وہ آدمی کہتا ہے۔ سو بار اللہ اکبر کہو تو سب اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر کہتا سو بار سبحان اللہ کہو تو سو بار تسبیح کہتے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: تم نے ان سے کیا کہا؟ ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا: میں نے آپ کی رائے معلوم کرنے اور آپ کا حکم ملنے سے پہلے ان سے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: تم نے ان سے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں۔ میں ضمانت لیتا ہوں کہ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی کوئی نیکی ضائع نہ ہوتی۔ پھر سب لوگ مسجد میں آئے۔ اور آپ (یعنی ابن مسعودؓ) ایک حلقہ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا: تم لوگ یہ کیا کررہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کنکریاں ہیں ہم اس کے برابر تکبیر، تہلیل اور تسبیح کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی برائیوں کو شمار کرو اور میں ضامن ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی رائیگاں نہ ہوگی، اور اس کے بعد سرزنش کرتے ہوئے کہا" ويحكم يا امة محمد ما اسرع هلكتكم! هولاء صحابة نبيكم ﷺ متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر، والذی نفسی بيده انكم لعلی ملة أهدى من ملة محمد أو مفتتحوا باب الضلالة" کہ اے امت

محمد یہ افسوس ہے کہ تم کتنے جلدی ہلاکت کی ڈگر پر چل پڑے، یہ دیکھو اصحاب رسول ابھی زندہ ہیں آپ کے کپڑے ابھی پرانے نہیں ہوئے اور آپ کے برتن ابھی نہیں ٹوٹے ،قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم اس راستے پر ہو جو طریقہ نبی ﷺ سے افضل ہے یا گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن !قسم اللہ کی اس کام سے ہمارا مقصد نیکی اور خیر کے علاوہ کچھ بھی نہیں، آپ (ابن مسعودؓ) نے کہا: وکم من مرید للخیر لن یصیبیہ کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو خیر اور نیکی کے متلاشی ہیں لیکن اس کو نہیں پاتے فرمان رسول اللہ ﷺ ہے کی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، اللہ کی قسم شاید اس حدیث کے مصداق تم میں سے اکثر لوگ ہیں اور پھر عبداللہ بن مسعودؓ وہاں سے چلے گئے، عمرو بن سلمہ کہتے ہیں جنگ نہروان کے موقع پر اس حلقہ کے اکثر لوگوں کو میں نے دیکھا تو خوارج کے ساتھ پایا وہ ہم پر تیر برسا رہے تھے۔

(سنن الدارمی ۱/ ۶۸-۶۹،السلسلة الصحیحه للالبانی ۱۲/۵ ،۱۳۰)

زیادہ تر فتنے بدعات وخرافات کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں سنت رسول میں معمولی تبدیلی فتنہ کا باعث ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: تمہاری حالت کیا ہوگی جب تمہیں ایسا فتنہ گھیرے گا جس میں جوان بوڑھا اور بچہ جوان ہو جائے گا؟ لوگ اسے سنت سمجھیں گے اگر اس میں معمولی تبدیلی ہوگی تو لوگ کہنے لگیں گے کہ سنت میں تبدیلی ہوئی ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن ! ایسا کب ہوگا آپ نے فرمایا: جب تم میں قراء کی کثرت اور فقہاء کی قلت ہوگی، امیروں کی کثرت ہوگی اور امانت داروں کی قلت ہوگی آخرت کے عمل کے بدلے دنیا تلاش کیا جائے گا۔ (سنن الدارمی: ۱/۴۱)

حضرت حذیفہ بن الیمان ؓ کا قول:

بدعتوں کا بکثرت ظہور اور سنتوں پر ان کا غلبہ اس طرح ہوگا کہ لوگ بدعت کو سنت سمجھ لیں گے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دو پتھروں کو لیا اور دونوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ ان دونوں کے درمیان تمہیں کوئی روشنی نظر آ رہی ہے؟ انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن ! ان دونوں پتھروں کے درمیان ہلکی سی روشنی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا، آپ نے فرمایا: "والذی نفسی بیده لتظهرن البدع حتی لایری من الحق الا قدر مابین هذین الحجرین من النور والله لتفشون البدع حتی اذا ترک منها شئی قالوا ترکت السنة"

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب بدعت کا اتنا غلبہ ہوگا کہ حق کی اتنی ہی معمولی روشنی دکھائی دے گی جتنی کہ ان دونوں پتھروں کے درمیان تم دیکھ رہے ہو قسم ہے اللہ کی بدعت کا ایسا چرچا ہوگا کہ اگر کوئی بدعت چھوٹ گئی تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوٹ گئی۔

(الاعتصام للشاطبی: ۱/ ۶۰-۸۰، البدع والنھی عنھا: ۵۸۱)

۲) ہر وہ عبادت بدعت ہے جو اصحاب رسول ﷺ سے ثابت نہیں۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ کل عبادة لم یتعبدها اصحاب رسول الله فلا تعبدوها کہ ہر وہ عبادت جسے

اصحاب رسول نے نہیں کیا اس کو نہ کرو آگے فرمایا کیونکہ انہوں نے بعد میں آنے والوں کے لئے کچھ باقی نہ چھوڑا اے طالبان علوم شریعت اللہ سے ڈرو اور اسلاف کے نقش قدم پر چلو۔

(الاعتصام للشاطبی ١/٣٨٦، حجة النبی للالبانی: ١٠١)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول

ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے:

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ تمہارے پیچھے ایسے فتنے ہیں جن میں مال کی کثرت ہوگی اور اس میں قرآن پڑھا جائے گا اسے مومن منافق مرد عورت چھوٹا بڑا آزاد اور غلام ہر کوئی پڑھے اور عنقریب ہی کوئی کہے گا کہ لوگ میری اتباع کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے: "ماھم بمتبعی حتی ابتدع لھم غیرہ فایاکم وماابتدع فانماابتدع ضلالة" وہ میری اتباع اس وقت تک کرنے والے نہیں جب تک میں ان کے لئے قرآن کے سوا کوئی نئی چیز لاؤں، خبردار! تم اس نئی چیز سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ وہ نئی چیز جو دین میں ایجاد کی گئی سراسر گمراہی ہے اور سنو میں تمہیں حکیم (عالم) کی کج روی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان کبھی کبھار حکیم کی زبان سے گمراہی کے کلمات نکلواتا ہے جب کہ منافق بھی کبھار کلمۂ حق کہہ دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد/السنہ/باب من دعا الی السنه، قال الشیخ الالبانی صحیح الاسناد موقوف، شرح اصول اعتقاد اهل السنه للالکائی: ١/٨٨)

صحابہ کرام کے زریں اقوال کے آئینے میں یہ چند باتیں تھیں جنہیں ہم نے آپ کی خدمت میں تحریر کیا ہے جس سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ رد بدعت اور انکار محدث کے بارے میں اصحاب رسول ﷺ بے حد چاک وچوبند تھے۔ اور ان تمام چور دروازوں کو بند کرنے کے لئے کوشاں تھے، جہاں سے بدعت اور اس کی مختلف قسمیں سنت میں داخل ہوکر اس کے حسین چہرہ کو داغدار بنانے کے درپے تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اقوال اور اعمال سے ان کا قلع قمع کیا اور امت مسلمہ کو ان سے ہوشیار رہنے اور بچنے کی تلقین ونصیحت کی، بدعت کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا اور سخت الفاظ میں اس کی مذمت وتردید کی، اہل بدعت اور اصحاب الاہواء سے ترک کلام، ترک سلام اور قطع تعلق تک کرلیا۔ خط وکتابت اور راہ رسم کے جملہ وسائل وذرائع ان سے منقطع کرلئے اور ضرورت پڑی تو اہل بدعت کے بدعتی حلقوں کو ختم کرنے کے لئے زبان وبیان سے جہاد کیا، بلاکسی لومۃ لائم لوجہ اللہ سنت کے علمبردار رہے اور بدعات وخرافات کے خلاف برسرپیکار رہے اور ہر طرح سے اصحاب بدعات واہواء اور ان کے آراء وخیالات سے امت مسلمہ کو باخبر کرتے رہے۔ بدعت سیۂ اور بدعت حسنہ کی تقسیم کو باطل قرار دیا، بدعات اضافیہ اور دیگر نو وارد بدعتوں کی حقیقتوں کو بیان فرمایا اور انہیں کج روی، ضلالت، گمراہی، بدعقلی اور فتنہ پروری قرار دیتے ہوئے اس کی تباہ کاریوں اور برے نتائج وبھیانک انجام سے اہل اسلام کو خبردار کیا۔

آج بدعتوں کے اس پرفتن ماحول میں امت مسلمہ کو صحیح کتاب وسنت سے روشناس کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ سیرت طیبہ اور حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہم اپنا رشتہ مضبوط کرلیں، اور نقوش صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے لئے اسوہ ونمونہ بنالیں۔

☆☆☆

جھگڑا لڑائی......ایک مذموم خصلت

● محمد عاطف شہاب الدین سنابلی - امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث، خیرانی روڈ

جھگڑا لڑائی زبان کی آفتوں میں سے ایک عظیم اور انتہائی خطرناک آفت ہے، شیطان کی آمد کا موجب و باعث ہے، اعزہ واقرباء، برادران اور متعلقین سے نفرت اور دوری باہمی تفریق اور آپسی جدائی کا سامان اور ذریعہ ہے، جھگڑا لڑائی اور آپسی اختلاف ونزاع صاحب معاملہ کے امن وسکون اور راحت وچین کو غارت کردیتا ہے، جہنم میں دخول اور جنت سے دوری اور مغفرت میں تاخیر کا سبب بنتا ہے اسکے برخلاف صلح وآشتی ایک ربانی وصیت اور اجر عظیم کا ذریعہ ہے جوکہ ہر زمان ومکان میں محمود اور لڑائی جھگڑا مذموم ہے۔

جھگڑا اور لڑائی کے عواقب و نقصانات

۱- اللہ کی نگاہ میں مبغوض ہونے کا باعث وسبب:

صحیح بخاری میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”أن ابغض الرجال الی اللہ الألدالخصم“ اللہ تعالیٰ کی نظر میں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت سخت جھگڑالو آدمی ہے۔ الألد الخصم انتہائی جھگڑالو شخص کو بولا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری/۲۴۵۷، صحیح مسلم/۲۶۶۸)

۲- نبی کریم ﷺ کی ہدایت کی مخالفت:

صحیح مسلم میں مذکور ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”**لا تھجروا ولا تدابروا ولا تجسسوا ولا یبع بعضکم علی بیع بعض وکونوا عباد اللہ اخوانا**“ یعنی آپس میں قطع تعلق نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے اعراض کرو اور نہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگو اور تم میں سے کوئی شخص کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (صحیح مسلم/۲۵۶۳)

امام نووی رحمۃ اللہ شرح مسلم (۱۶/۱۲۰) میں رقمطراز ہیں کہ ”لاتھجروا“ میں جو ممانعت ہے اس سے مراد باہمی قطع تعلق اور آپس میں ہم کلام نہ ہونا ہے واضح رہے کہ باہمی قطع تعلق، رشتہ، ناطہ توڑنا ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگنا اور کسی مسلمان بھائی کی بیع پر بیع کرنا جھگڑا، لڑائی اور قطع رحمی کا محرک اور سبب ہے بنابریں نبی اکرم ﷺ نے سدّ ذریعہ کے طور پر اس سے منع فرمایا ہے۔

۳- شیطان کی اطاعت:

ارشاد ربانی ہے:- **إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ** (المائدۃ:۹۱)

شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" إن الشيطان قد أيس أن يعبده المصلون في جزيرة العرب ولكن في التحريش بينهم" یعنی شیطان اس بات سے مایوس و ناامید ہو چکا ہے کہ جزیزہ عرب میں مصلی (مسلمان) اس کی عبادت و پرستش کریں لیکن ان کے مابین باہم لڑائی، جھگڑا اور افتراق و اختلاف کے ذریعہ وہ اپنی عبادت کرواسکتا ہے۔ (صحیح مسلم/۲۸۱۲، ترمذی/۱۹۳۷)

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث نبوت کے معجزات میں سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیزۂ عرب کے لوگ اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین لڑائی جھگڑا، فتنہ وفساد، بغض وعداوت اور ان جیسے دیگر کام اس کے جاری ہیں۔ (شرح مسلم: ۱۵۶/۱۷)

حدیث رسول "ولا يحل لمسلم ان يهجر أخاه فوق ثلاث ليال" کی روشنی میں کسی شخص کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زائد بلا عذر شرعی کسی مسلمان سے قطع تعلق کرے اور جھگڑے پر مستمر رہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ احادیث کے اندر آپ ﷺ نے ترک تعلق کے لئے تین رات کی تحدید کیوں کردی ہے؟

چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تحدید و تعیین بطور شفقت و مہربانی کے ہے کیونکہ بد خلقی، غصہ و غضب اور اس جیسی دوسری چیزیں انسانی فطرت و جبلت ہیں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ تین دن کے اندر آدمی کا غصہ کم یا ختم ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۵۱۱/۱۰)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ: ۱۲۸)

یعنی تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے شفیق ومہربان ہیں۔

سنن ابی داؤد میں ابوخراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" من هجر أخاهُ سنة فهو كسفك دمه"
(سنن أبي داؤد: كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، حدیث: ۴۹۱۵، صحیح سنن ابی داؤد: ۴۱۰۷)

یعنی جس نے اپنے بھائی سے سال بھر تک قطع تعلق رکھا تو گویا اس نے اس کا خون بہایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (البقرہ: ۲۰۴-۲۰۶)

ترجمہ:۔ بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش

کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے ایسے کیلئے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ کے اندر اللہ عز وجل کی جانب سے ہر اس شخص کے لئے وعید اور دھمکی موجود ہے۔ جس میں جھگڑا، تکبر وغرور اور انانیت جیسی مذموم صفات موجود ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے چنانچہ جس نے تین دن سے زائد قطع تعلق کیا اور اسی حالت میں اس کی وفات ہوگئی تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یھجر أخاہ المسلم، حدیث:۴۹۱۴)

۴:۔ جھگڑا کرنے والے سے رحمت الٰہی کا مؤخر ہونا تا آنکہ وہ اپنی اصلاح کر لے:

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ '' تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین و یوم الخمیس فیغفر لکل عبد لایشرک باللہ شیئا الا رجلاً کان بینه و بین أخیه شحناء فیقال أنظروا ھذین حتیٰ یصطلحا أنظر و اھذین حتی یصطلحا أنظروا ھذین حتی یصطلحا'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة و الاداب، باب النھی عن الشحناء و التھاجر حدیث:۲۵۶۵)

یعنی دوشنبہ و پنج شنبہ کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی بخشش و مغفرت ہو جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا مگر اس آدمی کی مغفرت نہیں ہوتی ہے جس کے درمیان اور جس کے بھائی کے درمیان بغض و عداوت ہو۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے ان دونوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں ان دونوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دو تا آنکہ یہ اپنی اصلاح کر لیں ان دونوں کو ان کی حالت پر رہنے دو یہاں تک کہ یہ دونوں اپنی اصلاح کریں۔

جھگڑا اور لڑائی کرنے والوں کو ذرا غور کرنا چاہئے کہ ہر پیر و جمعرات کو مؤحدین کی مغفرت کی جاتی ہے لیکن جھگڑالو شخص رحمت الٰہی سے دور رہ جاتا ہے اور اس کی مغفرت نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اصلاح کریں اور بغض و عداوت کو ترک کر دیں۔

۵۔ جھگڑا قطع رحمی کا سبب ہے:

اکثر یہ بات سننے میں آتی ہے کہ فلاں شخص اپنے ماں باپ، بھائی اور بہن سے جھگڑا کرتا ہے اور اس سے ان کے مابین قطع رحمی ہو جاتی ہے جس کی وعید درج ذیل حدیث سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے۔

صحیحین میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایدخل الجنة قاطع رحم '' (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اثم القاطع حدیث:۵۹۸۴، صحیح سنن ترمذی:۱۹۰۹،

کتاب البر و الصلة باب ماجاء فی صلة الرحم حدیث: ۲۰۳۸، صحیح سنن ترمذی ۱۹۰۹)

کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

علاج:

۱:- اللہ عزوجل کی خاطر اپنے غصہ کو پی لینا چاہئے۔

ارشاد ربانی ہے:- ''وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (ال عمران: ۱۳۴،۱۳۳) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑ وجس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

۲:- ظالم کو معاف کر دینا چاہئے:-

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَن يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' (النور: ۲۲)

اور چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگذر کر دیں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

۳:- صلح وسلام میں پہل کرنا چاہئے:

صحیحین میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ '' لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا و خیرھما الذی یبدأ بالسلام (صحیح البخاری کتاب الصلح باب الھجرۃ :۶۰۷۷)

یعنی کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زائد قطع تعلق کرے اور جب ان دونوں کی ملاقات ہو تو وہ اس سے منہ پھیرے اور یہ اس سے اعراض کرے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

۴:- اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے:

ہر شخص اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے نفس سے سوال کرے کہ کسی سے جھگڑا کیوں ہوتا ہے اگر لڑائی کسی باطل وناحق چیز کے سلسلہ میں ہو یا کسی معمولی بات پر ہو تو اللہ سے ڈرنا چاہئے اور صلح کرنے میں سرعت سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر خصومت قرض، میراث یا شرعی حقوق کے متعلق ہو تو اچھے انداز ہی میں مطالبہ کیا جانا چاہئے۔

مسلم معاشرہ کی ذمہ داری:

مسلم سوسائٹی کے افراد کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں شخص کے مابین جھگڑا نزاع ہے تو اس پر واجب ہے کہ مختلف ممکنہ وسائل سے ان میں صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں اس کی نیت صاف ہو اور یہ پیش نظر رہے کہ اخلاص کے ساتھ صلح کرانے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ''لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّن نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن

يَفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْراً عَظِيْماً (النساء:۱۱۴)

یعنی ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔

مزید فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' (الحجرات:۱۰)

یعنی سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اصلاح بین الناس رحمت الٰہی کا موجب ہے۔

اسی طرح رشتے داروں، دوستوں اور دیگر ناراض لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا بہت بڑا عمل ہے۔ ایک حدیث میں اسے نفلی صوم، صلوۃ اور صدقات سے بھی افضل بتلایا گیا ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''الأخبر كم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالو بلىٰ : قال: "إصلاح ذات البين" قال: و فساد ذات البين هى الحالقة'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین حدیث:۴۹۱۹ صحیح سنن ترمذی:۲۰۳۸)

کہ کیا میں تم لوگوں کو (نفلی) صوم، صلاۃ، صدقہ سے بہتر کی خبر نہ دے دوں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا (ان سے بہتر ہے) اور آپس میں فساد برپا کرنا آپسی اخوت و مودت کو ختم کرنے والا ہے۔

برادران اسلام: لوگوں کے درمیان آپس میں صلح و مصالحت کرانے کی کوشش کیجئے آپ رب ذوالجلال والاکرام کی جانب سے اپنی جد و جہد اور تگ و دو کے بقدر اجر کے مستحق قرار پائیں گے، صلح مکمل ہو یا نہ ہو۔

واضح رہے کہ جو لوگ اصلاح بین الناس کا کام کرتے ہیں اور صلح و مصالحت کا چراغ روشن کرتے ہیں ان کے لئے ہمارے نبی رسول اکرم ﷺ نے بوقت ضرورت جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دی ہے اگر اسے ایک دوسرے کو قریب لانے کے لئے مصلحت آمیز دروغ کی بھی ضرورت پڑے تو وہ اس میں بھی تامل نہ کرے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ'' ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس فينمى خير ويقول خيراً '' (صحيح البخارى، كتاب الصلح باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس ، حدیث:۲۶۹۲) یعنی وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے اچھی بات پھیلاتا ہے یا اچھی بات کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھگڑا لڑائی سے دور رہنے اور اصلاح بین الناس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆☆☆

یہ کیسا عروج اور یہ کیسی پستی؟

● عبیداللہ سلفی- امام وخطیب مسجد اہل حدیث کاپڑیانگر کرلا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا اور اس میں عقل وفہم، تدبر وتفکر اور سمع وبصر کی قوتیں ودیعت کیں، اسے خیر وشر اور اچھائی وبرائی کے پہچاننے کی صلاحیت عطا کی، اگر انسان خیر کو چھوڑ کر شر اور اچھائی کو ترک کر کے برائی کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ جانوروں سے بدتر اور اپنے آپ کو اسفل سافلین میں ڈال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے اوپر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے انہیں صرف ان کے ارادہ واختیار اور فکر وسوچ پر نہیں چھوڑا بلکہ ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اللہ کے ان محبوب اور منتخب بندوں نے اپنی امتوں اور قوموں کے سامنے اپنے اقوال وافعال، سیرت وکردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور اللہ کی وحدانیت وربوبیت، رسولوں کی رسالت پر ایمان کو دنیا وآخرت میں کامیابی کی شرط بتایا، اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ کے وہ خود پیکر رہے اور اپنی امتوں کے افراد کو بھی اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی، معاشرے میں رہن سہن کے طریقے بتائے، اخلاقی قدروں سے روشناس کرایا، جب تک قوموں نے اپنے پیغمبروں کی روشن تعلیمات کو گلے لگائے رکھا ان کا معاشرہ ہر قسم کی اخلاقی پستیوں اور برائیوں سے پاک وصاف اور امن وامان کا گہوارہ رہا لیکن جب بستی اور سماج کے سرداروں، امیروں، دولت مندوں اور زمام حکومت وسلطنت سنبھالنے والوں کا رجحان برائیوں کی طرف ہوا، اور انہوں نے اپنی امارت وسرداری مال ودولت اور اقتدار کے زعم میں اخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے سماج ومعاشرے اور بستی کو شر، فتنہ وفساد سے بھر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوموں پر اپنی سنت جاری فرمادی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا﴾ (بنی اسرائیل:١٦) ترجمہ: اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں خوش حال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہوجاتی ہے پھر ہم اسے تباہ وبرباد کردیتے ہیں۔

ایسے بداخلاق وبدکردار اور زمین پر شر وفساد پھیلانے والوں کو تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ایک ایسی ہی مجرم اور بدکردار قوم لوط کا کئی ایک سورتوں میں ذکر فرمایا ہے، قوم لوط بداخلاقی کے سارے حدود کو پار کر چکی تھی، قرآنی شہادت کی روشنی میں کسی قوم نے اس سے پہلے یہ جرم عظیم اور عمل خبیث انجام نہ دیا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ ٱلسَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِى نَادِيكُمُ ٱلْمُنكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتِنَا بِعَذَابِ ٱللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ ٱنصُرْنِى عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْمُفْسِدِينَ﴾

(العنکبوت:۲۸-۳۰) ترجمہ: اور حضرت (لوط علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس بدفعلی کے لئے آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو، اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہ کہا کہ بس جا اگر سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ۔ حضرت لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ پروردگار! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔

ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا صلاح الدین یوسف رقمطراز ہیں کہ: آیت میں بدکاری سے مراد وہی لواطت ہے جس کا ارتکاب اس قوم نے سب سے پہلے کیا، حضرت لوطؑ نے سمجھایا کہ تمہاری شہوت پرستی اس انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے لئے طبعی طریقے تمہارے لئے ناکافی ہوگئے ہیں اور غیر طبعی طریقہ تم نے اختیار کرلیا ہے، جنسی تسکین کے لئے طبعی طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں سے مباشرت کی صورت میں رکھا ہے اسے چھوڑ کر اس کام کے لئے مردوں کی دُبر استعمال کرنا غیر فطری اور غیر طبعی طریقہ ہے۔

حضرت لوطؑ نے اس ناہنجار قوم کو اس گھناؤنے عمل سے روکنے کی کوشش کی لیکن قوم تھی کہ برابر یہ شیطانی عمل انجام دیئے جارہی تھی آخرکار اللہ کا عذاب آیا اور ان کی پوری بستی کھنڈر میں تبدیل ہوگئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ﴾

(الحجر:۷۴-۷۵) ترجمہ: بالآخر ہم نے اس شہر کو اوپر تلے کردیا اور ان لوگوں پر کنکر والے پتھر برسائے، بلاشبہ بصیرت والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

جبرئیل امین نے اللہ کے حکم سے اس بستی کو زمین سے اٹھاکر آسمان دنیا تک لے جاکر زمین پر الٹ دیا اوپر سے پتھروں کی بارش کردی گئی یہ تو رہا اس قوم کا انجام جس نے امرد پرستی اور ہم جنس پرستی کا مجرمانہ فعل انجام دیا تھا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ قومیں اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرتیں اور ایسے بھیانک اور گھناؤنے جرم سے اجتناب کرتیں لیکن ایسا ہوا نہیں، مرورِ ایام اور وقت وحالات کے ساتھ ساتھ مال ودولت کی فراوانی ہوئی، زبردست سائنسی ترقی ہوئی، بڑے بڑے محیر العقول انکشافات سامنے آئے، آنکھوں کو خیرہ کرنے والی بہت ساری چیزیں ایجاد ہوئیں، مواصلات وجدید ٹکنالوجی نے پوری دنیا کے فاصلوں کو سمیٹ کر اسے ایک گاؤں کے مانند کردیا، اکیسویں صدی میں سانس لینے والا انسان اپنے اس دعوی میں حق بجانب ہے کہ اس نے ارتقاء کی منزلوں کو چھولیا ہے، ایورسٹ کی چوٹیوں کو سر کرکے چاند پر کمندیں وہ پہلے ہی ڈال چکا ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ان تمام تر سائنسی اور علمی ترقی نیز ہمہ قسم کے وسائل وذرائع کے باوجود انسانی معاشرہ گوناگوں مسائل سے دوچار ہے، لوگ اضطراب وبے چینی کے شکار ہیں، ہر طرف ظلم وزیادتی، ذات وپات، رنگ ونسل نے انسانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنادیا ہے۔ معاشرتی اور خاندانی نظام درہم برہم اور تہہ وبالا ہوچکا ہے۔ اخلاقی پستی اور جنسی بے راہ روی نے پورے معاشرے کو کھوکھلا کردیا ہے، کہاں ہیں وہ ترقیاں؟ یہاں تو زوال وپستی، ذلت ورسوائی کی ہر تصویر وشکل نمایاں نظر آتی ہے۔ آج کا معاشرہ فحاشی، عریانیت، ہم جنس پرستی اور بے حیائی، بے شرمی کی آخری انتہاؤں کو چھو رہا ہے، معاشرے میں پائی جانے والی ان برائیوں

کی چنگاری کو شعلہ بنانے میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے بڑا اہم رول ادا کیا۔ شہوت انگیز مناظر کو دکھا کر، برہنہ و نیم برہنہ مرد و عورت کے بوس و کنار اور رقص و سرور کو پیش کر کے پوری انسانیت کو جنسی انارکی کی طرف ڈھکیل دیا ہے جہاں انسان انسان نہ رہ کر شرم و حیا کی تمام بندشوں سے آزاد ہو کر جنگلی جانور بن گیا ہے، اس پس منظر میں قوم لوط (جس کی تباہی و بربادی کا ذکر اوپر ہوا) کا نقشہ سامنے رکھ کو غور کرنا چاہئے کہ اس قسم کی بے حیائی، بداخلاقی اور مردوں سے شہوت رانی کر کے ایک قوم تباہ ہو چکی ہے، اقوام مغرب کو چھوڑیئے کہ انہوں نے سود، زنا، شراب نوشی، برہنہ رقص کھلے عام بوس و کنار، ہم جنس پرستی اور نہ جانے کتنے مفاسد کو قانونی تحفظ دے رکھا ہے، حد تو یہ ہے کہ ہمارا ملک ہندوستان بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہا۔ کئی سالوں سے اس اخلاقی جرم اور گناؤنے عمل کو قانونی جواز فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ میں اس بیان کے بعد ہنگامہ مچ گیا کہ ہم جنس پرستی ''غیر اخلاقی فعل ہے اور یہ عمل غیر فطری ہے'' سرکاری وکیل جنرل پی بی ملہوترا نے اپنے بیان میں کہا کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کو تبدیل کر دیا جائے اس لئے کہ ہم جنس پرستی بھارتی سماجی اقدار کے خلاف ہے، یہاں کا سماج مغربی سماج سے جدا ہے، مغربی بود و باش کو یہاں کا کلچر نہیں بنایا جا سکتا اور ہندوستان میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کے پیروکار اس کے قطعی خلاف ہیں۔ پھر کیا تھا مغربی تہذیب کے دلدادہ ہم جنس پرستی کے پروانے میدان میں آ گئے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس ملک میں ہم جنس پرستی کے لئے استدلال اور قانون سازی ہو رہی ہو اس کے اخلاقی دیوالیہ پن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سماج و معاشرے کو ایسی لعنتوں، گندگیوں اور بے حیائیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے آخری پیغمبر کی سیرت کا مطالعہ کریں جنہوں نے مدینہ جیسی بستی میں ایک مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی، آپ نے اعتقادات کی درستگی کے ساتھ ساتھ اخلاقیات پر بھرپور محنت کی اور ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک ایسی قوم کے فکر و نظر کو تبدیل کر دیا جو ہر طرح سے اخلاقیات کے باب میں خالی نظر آتی تھی، شراب نوشی، جوا، سٹہ، زنا کاری، بے حیائی و بے شرمی اور وہ کون سی برائیاں اور بری عادتیں ہیں جو ان میں نہ پائی جاتی رہی ہوں، لیکن آپ نے اپنی روشن اور جامع تعلیمات اور اخلاق حسنہ سے سماج و معاشرے سے ان سارے رذائل کو دور فرمایا اور افراد معاشرہ کے اندر خدا ترسی، خدا خوفی، رحم دلی، صلہ رحمی اور اخلاق فاضلہ کا عنصر غالب فرما دیا۔ پورا عرب بلکہ بلاد شام، اسپین، مصر و فارس اور ہندوستان تک اس کی کرنیں پھیلیں، ان تمام ممالک میں مسلمانوں نے اپنی طرز معاشرت و معیشت، صنعت و تجارت، سیادت و قیادت، علوم و فنون غرض تمام شعبہائے حیات میں ایک مثالی کردار پیش کیا۔

دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کو چاہئے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی جامع تعلیمات کی روشنی میں اپنے اپنے معاشرے کو تشکیل دیں آپ کی سیرت اور آپ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں تشکیل دیا جانے والا معاشرہ مثالی معاشرہ ہوگا۔

☆☆☆

اصلاح معاشرہ مہم ناکام کیوں؟

● اشفاق احمد سنابلی

دعوت وتربیت امت مسلمہ کی اہم ذمہ داری ہے اسی کام کو انجام دینے کے لئے یہ امت وجود میں آئی ہے اسی بنیاد پر موجودہ دور میں دعوت وتربیت اور اصلاح معاشرہ کے حوالے سے کئی تنظیمیں اور ادارے قائم ہیں، وقتاً فوقتاً اصلاح معاشرہ اور دعوت وتربیت کے نام سے اعلانات بھی جاری کئے جاتے ہیں، اصلاح کی ساری کوششوں کے باجود عمدہ نتائج برآمد نہیں ہورہے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے، اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اصلاح کے نام پر کی جانے والی کوششوں کا رخ صحیح نہیں ہے اگر ہماری یہ کوششیں صدق واخلاص اور صحیح عقیدہ اور عمل کے ساتھ ہوتیں تو عین ممکن تھا کہ اللہ کی مدد کا نزول ہوتا اور ہماری کوششوں کے بہتر نتائج برآمد ہوتے، ہماری کوششوں میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ یہ کہ ہر ایک اصلاح کا آغاز دوسروں سے کرنے کے فکر میں ہے۔ ہماری ہر تقریر وتحریر اور وعظ ونصیحت دوسروں کے لئے ہے، حالانکہ اصلاح معاشرہ اور اصلاح سماج میں اصل چیز فرد کی اصلاح ہے اگر فرد کی اصلاح ہوجائے تو معاشرہ کی اصلاح خود بخود ہوجاتی ہے، اگر لوگ واقعتاً اپنے تئیں اصلاح معاشرہ میں مخلص ہیں تو پھر اصلاح کی ابتداء اپنی ذات سے کریں ورنہ ان کی آواز صدا بصحرا ہوگی اور اصلاح سماج کے بجائے فساد وبگاڑ پیدا ہوگا۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں'' (سورہ تحریم:٦)

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے بتایا ہے کہ انسان پہلے اپنی تربیت واصلاح کرے وہ کتاب وسنت کی تعلیمات سے آراستہ وپیراستہ ہو، اپنے اندر دینی ذوق وشوق پیدا کرے، اپنے اخلاق وکردار اور عادات واطوار کو سدھارے پھر کتاب وسنت کی روشنی میں دوسروں کی صحیح تربیت کرے اور ایک صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں جد وجہد کرے۔ آج معاشرہ میں ذاتی اصلاح وتربیت کا فقدان ہے یہ چیز اشاعت اسلام میں بہت بڑی رکاوٹ ہے لوگ تو دوسروں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی طرف دعوت دیتے ہیں مگر خود سیکڑوں خرافات اور رسوم ورواج کے اسیر ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا اعلان تو کرتے ہیں مگر خود ان میں حلال وحرام کی تمیز اٹھ چکی ہے اور جن برائیوں کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ سب ان میں موجود ہے اور مزید پیدا بھی ہورہی ہیں۔ ایسا دوہرا کردار اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا

لاتفعلون ○ کبر مقتا عند اللہ أن تقولوا ما لا تفعلون ﴾

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے"۔ (سورہ صف: ۲-۳)

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "قیامت والے دن آدمی لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے اس کے اردگرد جہنمی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا وہ کہے گا ہاں یقیناً میں وہی ہوں لیکن میرا حال یہ تھا کہ میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا"۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں تمام علماء، دعاۃ، مصلحین اور والدین و اساتذہ کے لئے سخت تنبیہ ہے جن کا اپنا عمل ان کی نصیحتوں کے خلاف ہوتا ہے یہ تضاد اسی وقت دور ہوگا جب لوگ اپنے قول و فعل سے اسلام کی سچی ترجمانی کریں، ان کی شخصیت اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ بن جائے وہ ہر معاملہ میں دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں بھلا وہ لوگ دنیا میں کیا اسلام برپا کریں گے جو اسے خود اپنے اوپر برپا کرنے پر قادر نہ ہوں۔ جو اپنی تربیت آپ نہیں کر سکتے ان سے دوسروں کی اصلاح کی کیا امید رکھی جاسکتی ہے۔ اصلاح و تربیت کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے ضروری ہے کہ داعی اپنے مخاطبین کے لئے قدوہ اور نمونہ بن جائے اس سلسلے میں نبی ﷺ کی سیرت طیبہ بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ تمام عمدہ خوبیوں اور تمام نیک اوصاف و کمالات کے پیکر تھے آپ کی ذات مبارکہ تمام لوگوں میں امین و صادق کی حیثیت سے جانی جاتی تھی، مشرکین آپ کی ان خوبیوں کا اعتراف بھی کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ پر پہلی وحی کا نزول ہوا اور آپ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا گیا تو ابوبکرؓ و دیگر افراد نے فوراً آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کی باتیں مان کر مسلمان ہوگئے کیونکہ وہ ایک لمبی مدت تک آپ کے اخلاق و کردار اور آپ کی صداقت اور سچائی کا معائنہ کر چکے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایسا گروہ چھوڑا جو آپ کے احکام کی بالشت برابر بھی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ انہیں بھی اپنی اصلاح و تربیت کی فکر دامن گیر رہتی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام نبی ﷺ سے قرآن کی دس دس آیتیں بتدریج سیکھتے تھے پھر اس پر عمل پیرا ہوتے بعدہٗ اس کی نشر و اشاعت کرتے۔

(مقدمہ فی اصول التفسیر لابن تیمیہؒ)

چنانچہ وہ لوگ نبی ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں جب اپنی تربیت کرتے ہوئے میدان عمل میں اترے تو شمع رسالت کی روشنی کو گھر گھر اور قریہ قریہ پہنچایا، بحر و بر کے پُرخطر راستوں پر قربانی کے نذرانے پیش کرتے ہوئے رہروئے منزل ہوئے وہ صحراؤں سے نکل کر دنیا کے افق پر چھا گئے اور زمانہ بھر کے امام بن گئے۔ اگر ہم بھی وہی محمدی نصاب اور تربیتی منہج اپنے اور تمام لوگوں کے لئے اختیار کریں تو دنیا میں اپنا کھویا ہوا وقار و عزت اور بلند مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

استقامت

• عبداللہ محمد صدیق سنابلی - مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ

استقامت کے لغوی معنی: سیدھا ہونا، درست ہونا، مضبوط ہونا۔

کہا جاتا ہے استقاموا، ای لزموا المنهج المستقيم یعنی وہ لوگ صحیح طریقے (سیدھی راہ) پر جمے رہے۔

شرعی مفہوم: اللہ رب العزت کی اطاعت وفرمانبرداری میں پورے ذوق وشوق اور دلجمعی کے ساتھ جمے رہنا۔

استقامت کا مفہوم صحابہ ودیگر مفسرین کی نظر میں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے مفہوم کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "ان لا تشرك بالله شيئا" یعنی تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ بلکہ توحید خالص پر ڈٹے رہو۔

حضرت عمرؓ نے استقامت کا مفہوم اس طرح بیان فرمایا کہ امر ونہی پر اولوالعزمی کے ساتھ جمے رہنا اور لومڑیوں کے بھاگنے کی طرح نہ بھاگنا استقامت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی کا نام استقامت ہے۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں، اللہ کے حکم پر جمے رہنا پھر اطاعت الٰہی کے مطابق عمل کرنا اور معصیت الٰہی سے اجتناب کرنا استقامت ہے۔

استقامت قرآن کی روشنی میں: ارشاد ربانی ہے: إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنتُمْ تُوعَدُونَ (حم سجدہ: ۳۰)

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح سے سورہ ''ہود'' آیت ۱۱۲ میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔

ترجمہ: پس آپ جمے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار! تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل استقامت کے لئے جس اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور جن انعامات کا ذکر فرمایا ہے حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی اجر وثواب اور انعام ہو ہی نہیں سکتا۔

حدیث نبوی میں استقامت کی فضیلت:

"عن سفيان بن عبدالله الثقفى رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله! قل لى فى الاسلام قولا لااسئل عنه بعدك، وفى حديث أبى اسامة "غيرك"

قال. قل آمنت باللہ ثم استقم " (صحیح مسلم کتاب الایمان ص ۴۸)
سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتلائیے کہ جس کے بارے میں آپ کے بعد" اور ابو اسامہ کی روایت میں ہے" کہ آپ کے علاوہ پھر کسی اور سے سوال نہ کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اسی پر جمے رہو۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات اور حدیث پاک کی روشنی میں اس بات کی مکمل وضاحت ہوجاتی ہے کہ اگر آدمی حق کی راہ کو اختیار کرے اور پھر اس پر استقامت سے ڈٹ جائے تو دنیا کی کوئی مخالفت ایسے حق کا عقیدہ اپنانے والوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی، شرط یہ ہے کہ حق اختیار کرتے ہوئے دل میں کوئی تذبذب اور ذہن میں کوئی تزلزل نہ ہو اور حق کو اختیار کرنے کے بعد آدمی پامردی، جرأت، ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بات پر ڈٹ جائے۔

اگر ہم تاریخ کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں رہی جو راہ حق پر ثابت قدم رہے اور اس راہ میں آنے والی تمام دشواریوں کو ہنسی خوشی برداشت کرلیا اور جہاں کہیں بھی جب کبھی بھی جان اور ایمان میں سے کسی ایک کو فوقیت دینے کا موقع آیا تو انہوں نے خوشی خوشی جان دینا گوارہ کرلیا لیکن راہ ایمان سے ہٹنا گوارہ نہیں فرمایا۔

استقامت کے چند عملی نمونے:

ایمان واستقامت کی مثالوں کو اگر تاریخ کی دنیا میں تلاش کیا جائے تو اتنی زیادہ ملیں گی کہ صفحات در صفحات سیاہ کردیئے جائیں پھر بھی نامکمل ہوں گے۔ عہد نبوی سے لے کر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین اور سلف صالحین کے پرسوز واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں، اس دار فانی میں ابتلاء وآزمائش کی جن دشوار گذار راہوں سے ان بندگان خدا کو گذرنا پڑا ان کے تصور سے دل دہل جاتا ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

مؤذن رسول حضرت بلال حبشی سے کون واقف نہیں ہے کہ انہیں اسلام لانے کے جرم میں ان کا آقا امیہ بن خلف کبھی زنجیروں میں جکڑ کر مارتا، کبھی تپتی ریت پر لٹا کر اوپر سے بھاری پتھر رکھ دیتا، کبھی آپ کے گردن میں رسی باندھ کر اوباشوں بدمعاشوں کو دے دیتا، کبھی آپ کا کھانا پانی بند کردیتا۔ ان تمام سختیوں کے باوجود آپ "احد، احد" ہی کہتے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت بلالؓ کو اس حالت میں دیکھا تو انہوں نے آپ کو دوسو درہم میں خرید کر آزاد کردیا۔

قبول اسلام کے بعد استقامت کی دیوار بنی ہوئی ہستیوں میں سے ایک نام خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا بھی آتا ہے، جنہیں کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا تو کبھی سیدھا کر کے گرم ریت پر لٹا دیا جاتا تو کبھی آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جاتا اور ان کی کمر کی چربی اور خون سے آگ بجھ جاتی یہاں تک کہ آپ کے کمر کا گوشت تک بھی جل گیا تھا۔

حفیظ جالندھری نے ان مظلوم بے بس مسلمانوں کا کیا ہی بہترین نقشہ کھینچا ہے۔

زمیں وآسماں جب دھوپ کی گرمی میں تپتے تھے
غضب کی دِل لگی تھی ریت پر مسلم تڑپتے تھے
نشانِ سجدۂ توحید تھا جن کے جبینوں پر
دھرے رہتے تھے پہروں سخت پتھر ان کے سینوں پر

جو ابراہیم کے پوتوں کو پھول اور باغ دیتے تھے
سلامیں سرخ کر کے لوگ ان کو داغ دیتے تھے

انہیں مظلوم مسلمانوں میں سے ایک صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں اسلام لانے کے جرم میں سولی پر چڑھا دیا گیا تھا، سولی پر چڑھائے جانے کے وقت کسی کافر نے ان کے جگر پر برچھا مارا اور پوچھا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے اور تمہاری جگہ پر تمہارے نبی کو کھڑا کر دیا جائے۔ ایسے وقت میں بھی آپ نے بڑی بے باکی اور غیرت مندی کے ساتھ ایسا فقرہ کہا جو تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف کی شکل میں موجود ہے جواب دیا ”میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔“

دین پر ثبات قدمی کا انتہائی حیرت انگیز واقعہ عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا ہے جنہیں رومیوں نے گرفتار کر کے اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے آپ کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لئے طرح طرح کی پیشکش کی لیکن رضائے الٰہی کی خاطر سارے پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے اپنے ایمان پر آنچ تک بھی نہ آنے دیا، یہاں تک کہ بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے کی دھمکی دی جسے آپ نے خوشی خوشی قبول فرمالیا۔ بادشاہ نے آپ کو مزید دھمکانے اور ڈرانے کے لئے دیگ میں تیل ڈلوا کر اسے خوب گرم کروایا اور آپ کے سامنے ایک مسلمان قیدی کو لا کر اس میں ڈلوا دیا، منٹوں میں وہ صحابی چور چور ہو کر دنیائے فانی کو لبیک کہہ گئے۔ بادشاہ نے عبداللہ بن حذافہؓ سے کہا کہ تم نے دیکھ لیا یہ منظر۔ اب بھی میری بات مان لو ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہونے والا ہے۔ پھر بھی آپ ثابت قدم رہے۔ بادشاہ نے حکم دیا انہیں بھی اس دیگ میں ڈال دو، یہ سن کر آپ رونے لگے، بادشاہ خوش ہو گیا۔ سمجھا کہ میری دھمکی نے اپنا کام کر دکھایا، بادشاہ نے اپنے پاس بلا کر پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟ آپ نے روتے ہوئے جواب دیا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس صرف ایک ہی جان ہے جو ابھی اس میں ڈالتے ہی ختم ہو جائے گی۔ کاش میری اور بہت سی جانیں ہوتیں تو میں رضائے الٰہی کی خاطر دین کی راہ میں قربان کرتا جاتا۔

تاریخ کے اوراق میں استقامت کی دیوار بنی ہوئی شخصیات میں اور بہت سے صحابہ اور صحابیات ہیں، مثلاً حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کہ جنہیں ابوجہل ملعون نے اسلام لانے کے جرم میں ان کے اندام نہانی میں برچھا مارا اور وہ شہید ہو گئیں ان کے علاوہ دیگر ائمہ عظام بھی ہیں مثلاً امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جنہیں مسلسل تین حکمرانوں نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ امام مالکؒ جنہیں صرف اس جرم میں سزائیں دی گئیں کہ انہوں نے دربار حکومت کے اعلان کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مکرہ ”مجبور کر کے طلاق دلوانا“ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جلادوں نے اتنے کوڑے برسائے کہ ان کے شانے اکھڑ گئے اور جسم لہولہان ہو گیا مگر پایہ استقامت میں لغزش نہ آئی۔

اخیر میں اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ہم جملہ مسلمانوں کو دین کی راہ میں پیش آنے والی تمام مصیبتوں، پریشانیوں اور آزمائشوں میں کامیاب وثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

☆☆☆

نکاح میں کفو کا اعتبار اور ولی کی اجازت

● عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

سوال: شادی میں لڑکے اور لڑکی کے مابین کفو یعنی برابر ہونے کا اعتبار کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور کس کس چیز میں کفائت کا اعتبار کیا جائے گا؟

جواب: قرآن وحدیث کی روشنی میں راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا دین اور اخلاق میں برابر اور کفو ہونا ہی کافی ہے، اس کے علاوہ کسی چیز میں برابر ہونا ضروری نہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ'' کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (الحجرات/۱۳) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اذا خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه الا تفعلوه تکن فتنة فی الارض وفساد عریض" کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین اور اخلاق تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کروا گر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا۔ (ترمذی رقم:۱۰۸۴ حدیث حسن ہے، ارواء الغلیل ۱۸۶۸)

اور جن روایات میں حسب ونسب یا دیگر اشیاء میں برابری کا حکم لگایا جاتا ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان میں مذکورہ مسئلے کے لئے واضح دلیل موجود نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کی حیات مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مال یا حسب ونسب میں کفائت وبرابری ضروری نہیں جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے تاجر و مالدار کی بہن حضرت بلال حبشیؓ کی نکاح میں تھی۔ (دار قطنی ۳۰۲/۳) اور جس طرح زید بن حارثہؓ جو کہ غلام تھے ان کا نکاح اعلیٰ حسب ونسب کی قریشی خاتون حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے خود نبی اکرم ﷺ نے کرادیا تھا۔

اسی لئے امام مالکؒ کی یہاں کفائت صرف دین کے ساتھ مختص ہے۔ (نیل الاوطار ۲۰۶/۴) حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ بالاتفاق دین میں کفائت کا اعتبار کیا جائے گا لہٰذا کسی مسلمان عورت کا کسی کافر سے نکاح جائز نہیں (فتح الباری ۱۶۵/۱۰) امام شوکانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ دین میں کفائت بالاتفاق معتبر ہے۔ (السیل الجرار ۳۰۰/۲) چنانچہ معلوم ہوا کہ صرف دین واخلاق اور تقویٰ وللٰہیت میں ہی کفائت وبرابری کا اعتبار کیا جائے گا۔

بقیہ کسی اور چیز جیسے مال، حسب ونسب، حسن وجمال، صنعت وحرفت، برادری پیشے وغیرہ میں کفائت ضروری نہیں ہے۔ (دیکھئے فقہ الحدیث عمران لاہوری ۱۲۵/۲، مقالات وفتاوی ابن باز محمد خالد سیف ۳۳۹)

سوال: لڑکی کے نکاح میں ولی کی اجازت کا شرعاً کیا حکم ہے؟ واضح کریں؟

جواب: قرآن وحدیث کی روشنی میں عورت کا نکاح منعقد

ہونے کے لئے ولی کی اجازت شرط ہے اور اسکے بغیر اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں اور کسی صحابی سے اس کی مخالفت وارد نہیں ہے اور حدیث میں اس معاملہ میں صراحت موجود ہے جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لانکاح الا بولی" کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں۔ (ابوداؤد ۲۰۸۵، حدیث صحیح ہے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے تو یہ بات بھی ثابت ہے کہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر کوئی عورت شادی کرے تو یہ نکاح باطل ہے۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "أیما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل ثلاث مرات" کہ جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔
(ابوداؤد ۲۰۸۳، ترمذی ۱۱۰۲ حدیث صحیح ہے)

امام قرطبی آیت کریمہ "وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا" (البقرہ ۲۲۱) کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں۔ (تفسیر قرطبی ۳/۴۹) اور جو لوگ ولی کی اجازت ضروری تصور نہیں کرتے تو آیت کریمہ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ کہ یہاں تک کہ وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرے (البقرہ: ۲۳۰) وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اس طرح کی آیتوں میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ان آیات میں بظاہر نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے لیکن دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نکاح کرے لیکن ولی کی اجازت کے ساتھ اگر ان آیات کے بعد ولی کی اجازت کا حکم منسوخ ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ ضرور بتلا دیتے حالانکہ ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔ اور اسے بیع وغیرہ پر قیاس کرنا فاسد اور باطل ہے کیونکہ نص کے مقابلے میں قیاس جائز نہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ولی کی اجازت کے بغیر کسی لڑکی کا اپنی مرضی سے نکاح کرنا جائز و درست نہیں البتہ اگر عورت ثیبہ ہے یعنی شوہر دیدہ ہے تو اس کو زیادہ حق دیا گیا ہے جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ رشتہ کے انتخاب میں اس کے اختیار کو ترجیح دی جائے گی لیکن بغیر ولی کے اس کا بھی نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: فقہ الحدیث، عمران لاہوری ۲/۱۲۹-۱۳۰)

سوال: اجنبی عورت سے مصافحہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ اس نے کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ ہاتھ کو چھپا رکھا ہو، اگر مصافحہ کرنے والا مرد جوان یا بوڑھا ہو یا عورت بوڑھیا ہو تو کیا اس کا حکم مختلف ہوگا؟

جواب: غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا مطلقاً جائز نہیں خواہ عورتیں جوان ہوں یا بہت بوڑھی اور خواہ مصافحہ کرنے والا مرد جوان ہو یا بہت ہی بوڑھا کیونکہ اس میں دونوں کے لئے فتنہ کا خطرہ ہے اور صحیح حدیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا" حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی بھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ آپ ﷺ تو عورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے یعنی بیعت کے وقت بھی آپ اپنا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگاتے تھے اور اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے کہ درمیان میں کوئی چیز حائل ہو یا نہ ہو جیسا کہ دلائل کے عموم اور فتنہ تک پہنچانے والے ذرائع واسباب کے سد باب کا بھی یہی تقاضا ہے۔ (فتاویٰ مقالات ابن باز، محمد خالد سیف ص ۳۶۵)

☆☆☆

حمی دماغی نخاعی

MENINGO-COCCAL MENINGITS -OR- CEREBRO-SPINAL FEVER

● پروفیسر ڈاکٹر عبدالمبین خان- سابق پرنسپل طبیہ کالج ورسوا،ممبئی

تعریف Defination

یہ ایک قسم کا شدید متعدی بخار ہے جس میں متعدی جرثومہ دماغ کے پردوں اور حرام مغز میں سرایت کر کے اپنی سمیت سے متاثر کرتا ہے دماغ میں ورم اور سوجن آجاتا ہے۔ یہ بیماری موسم بہار اور موسم سرما میں چلتی ہے۔

اسباب Causes:

اس کا سبب ایک جرثومہ مینگوکوکس Meningococus ہوتا ہے۔

مدت حفاظت Incupation period

تین سے چار دن تک اس کی مدت حضانت ہے۔

تعدیہ کے ذرائع Mode of Infection

Meningococus ناک اور حلق کے ذریعہ حرام مغز اور دماغ تک پہنچتا ہے۔ جرثومہ حلق اور ناک میں رہتا ہے اور مریض کی ناک اور حلق کی رطوبات کے ذریعہ تعدیہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو لگتا ہے، تیمارداری کرنے والے بھی اس جراثیم کے حامل ہوتے ہیں ان سے بھی تندرست اشخاص متاثر ہوتے ہیں، بھیڑ بھاڑ میں اس بیماری کے پھیلنے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

استعداد مرض Aptitude

پیدائش سے لے کر چالیس سال کی عمر تک اس کا تعدیہ عام ہوتا ہے۔

علامات Symptoms:

سر میں پیشانی کی جانب سے شدید درد، گردن اکڑی ہوئی اور ٹانگیں سمٹی ہوئی، مریض کو ٹانگ پھیلا کر لیٹنے اور سونے میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔ ایک ٹانگ کو سکیڑا جائے تو دوسری ٹانگ بھی سکڑ جاتی ہے جو مرض کی تشخیصی علامت ہے۔ جسم پر خاص طور پر نچلے حصے پر سرخ سیاہی مائل دھبے پڑ جاتے ہیں۔ آخر میں غنودگی یا غشی طاری ہو جاتی ہے۔ تنگی تنفس ہوتا ہے، احتباس بول ہوتا ہے۔ مرض کے آخری دنوں میں ہونٹوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ بچوں میں تشنجی دورے پڑتے ہیں، متلی اور قے ہوتی ہے۔ سر میں پانی بھر جاتا ہے اور اس کا حجم بڑھ جاتا ہے۔

تشخیص فارقہ Deferntial diagnosis

اس مرض کا فالج اطفال اور حمی ہذیانی (Convulsive fever) سے ممتاز کرنا ضروری ہے چنانچہ ہذیانی میں گردن میں تشنج اور جسم پر سرخ دانے نمودار ہو جاتے ہیں یہ بیماری موسم بہار و خزاں میں ہوا کرتی ہے۔

نخاعی رطوبت کی خورد بینی جانچ کرنے سے تشخیص یقینی ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں جرثومہ موجود ہوتا ہے۔

انجام مرض Prognosis:

مرض کے شدید حملہ کی صورت میں مریض پہلے ہفتہ میں ہلاک ہوسکتا ہے مشاہدہ ہے کہ جو مریض ایک ہفتہ پار کر لیتا ہے وہ نہایت سست رفتاری سے روبہ صحت ہو جاتا ہے۔ اگر مریض اکیس دنوں تک زندہ رہ جائے تو پھر وہ خطرے سے باہر ہو جاتا ہے۔

حفظ ماتقدم Prevention

مریض کو صحت مند لوگوں سے علاحدہ رکھا جائے اس کے ناک اور گلے کی رطوبت کو فینائل میں ڈال دیا جائے، مریض کی چار پائی پر مریض کے ساتھ نہ سویا جائے بلکہ تندرستوں اور مریضوں کی چار پائی کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رکھا جائے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھی جائیں، کھانسنے اور چھینکنے کے وقت منہ پر رومال رکھا جائے، ناک اور حلق کو پھٹکری کے پانی سے صبح وشام صاف کیا جائے تازی ہوا اور کھلی روشنی میں زیادہ وقت گزارنا چاہئے حفظ ماتقدم کے طور پر Meningoccal Vaccine تحت الجلد دیا جاتا ہے جس سے ۲ سے ۳ سال تک افراد محفوظ رہ سکتے ہیں۔

علاج Treatment

1) The drug of choice is crystalline penicilline in the dose of 10 to 20 lakhs.I.u.everly 4 hourly for 7 to 10 dayes.

2) Symptomatic tratment.

یونانی علاج Unani Treatment

طب یونانی میں دماغی بخار کا علاج سرسام حاد کے اصولوں پر کیا جاتا ہے:۱- دماغی حرارت وسوجن کم کرنے کے لئے دماغ میں برودت پہنچائیں اس کے لئے مبردات کا مقامی استعمال بطور ضماد پیشانی اور سر پر کرائیں۔۲- مبرد اور مرطب ادویہ اور اغذیہ دیں۔۳- رفع قبض کریں۔۴- فصد کریں خصوصی طور پر رگ قیفال کی فصد کریں۔۵-قوتوں کی حفاظت کریں۔

معمولات مطلب:

برودت: تبرید راس، سر کے لئے بال اتروادیں (حلق) اور سرکہ اور روغن گل برابر مقدار میں ملا کر برف سے سرد کر کے سر پر کپڑے کی گدی تر کر کے رکھیں یا برف کو تھیلی میں بھر کر سر پر رکھیں۔

نسخہ حقنہ: نیم گرم پانی ادھا لیٹر میں گلسرین ۵۰ گرام، صابن دیسی ۲ تولہ ملا کر بذریعہ حقنہ داخل کریں۔

نسخہ لخلخہ: صندل سفید، آب برگ کشنیز سبز، کافور ہم وزن لے کر لخلخہ بنائیں اور سنگھائیں۔

نسخہ پاشویہ: دماغی بخار میں بعض اوقات امالہ کی غرض سے پاشویہ کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ مفید ہے۔ گل بنفشہ ۲ تولہ، گل نیلوفر ۲ تولہ، گل خطمی ۲ تولہ سبوس گندم ۲ تولہ نمک طعام ۲ تولہ، برگ سنا مکی ۲ تولہ، سب کو تین لیٹر پانی میں جوش دے کر بطور پاشویہ استعمال کرائیں۔

اندرونی طور پر مندرجہ ذیل نسخہ دیں:

لعاب بہدانہ ۳ گرام، شیرہ عناب ۵ دانہ، شیرہ تخم کاہو مقشر ۳ گرام، شیرہ مغز تخم کدو شیریں ۳ گرام، عرق گلاب ۳ تولہ، عرق بید مشک ۶ تولہ، عرق گاؤزبان ۶ تولہ، میں نکال کر شربت نیلوفر ۲ تولہ، ملا کر دیں اور تقویت کے لئے خمیرہ گاؤزباں عنبری جواہر والا ۷ گرام دیں۔

غذا میں ماء الشعیر، آب یخنی وغیرہ دیں، اور محرک اغذیہ مثلاً مصالحہ دار اغذیہ نہ دیں مریض کو اندھیرے کمرے میں رکھیں اور پیاس لگنے پر عرق نیلوفر گھونٹ گھونٹ پلائیں۔

صبح وشام مندرجہ ذیل نسخہ پلائیں: تخم کاہو (۵ گرام)، تخم تربوز (۵ گرام) تخم کاسنی (۵ گرام) زرشک (۵ گرام) تخم خیارین (۵ گرام)، آلو بخارہ (۵ عدد) عرق گلاب و عرق کاسنی میں شیرہ نکال کر ہمراہ شربت لیموں ۲۵ م ل پلائیں، ازالہ قبض کیلئے حقنہ کریں۔

غذا: Diet

لطیف وزود ہضم غذا دی جائے مثلاً دودھ آش جو، یخنی وشوربہ، آلو بخارہ، انار وغیرہ۔

☆☆

جماعتی سرگرمیاں

● دفتر صوبائی جمعیت

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور اس کی ضلعی و مقامی جمعیات کی جانب سے شہر ممبئی اور مضافات میں مختلف دعوتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں جن میں جماعت کے علماء، اعیان اور اسی طرح عوام الناس کی ایک بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ ذیل میں مختلف جمعیتوں کی زیر نگرانی منعقد ہونے والے پروگرام کی تفصیل درج ہے۔ (ادارہ)

صوفی عبدالرحمن پلے گراؤنڈ (جھولا میدان) ممبئی میں دو روزہ عظمت صحابہؓ کانفرنس اختتام پذیر

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر اہتمام دو روزہ عظمت صحابہ کانفرنس بتاریخ ۱۸-۱۹/فروری ۲۰۱۲ء بروز سنیچر و اتوار جھولا میدان بائیکلہ ممبئی میں زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت منعقد ہوئی، کانفرنس کی تفاصیل حسب ذیل ہیں:

پہلی نشست: ۱۸/فروری بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰/بجے شب زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی السلفی/حفظہ اللہ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد کی گئی اور نظامت کے فرائض مولانا حمید اللہ السلفی ناظم صوبائی جمعیت نے انجام دیا۔

پروگرام کا آغاز حافظ دلشاد احمد محمدی/امام جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ کی دلنشیں تلاوت قرآن سے ہوا اور بعدہ مولانا مقبول سلفی حفظہ اللہ امام مسجد اہل حدیث کٹیر منڈل کرلا نے نظم قدم بڑھاؤ ساتھیو یہ وقت کی پکار ہے، اپنے خوبصورت مترنم آواز میں پیش کی، اسکے بعد مولانا سعید احمد بستوی حفظہ اللہ نے افتتاحی کلمات میں صحابہؓ کے روشن کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے خطاب فرمایا۔

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی (کاندیولی) نے بدعات و خرافات کی تردید میں صحابہ کرامؓ کا مثالی کردار کے عنوان پر موثر اور بلیغ تقریر فرمائی، بدعت کی تعریف کے بعد مولانا نے فرمایا کہ تبلیغ و دعوت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بدعات ہیں اور یہ ایسی بیماری ہے جس سے توبہ کی توفیق بہت ہی کم ملتی ہے۔ معصیت سے توبہ تو ممکن ہے مگر بدعت سے توبہ کار دشوار ہے، صحابہ کرامؓ نے اپنی حیات طیبہ میں ہر موڑ پر ہر طرح کی چھوٹی بڑی بدعتوں کی تردید کی ہے، ضرورت پڑنے پر اہل بدعت وہوی سے ترک کلام وسلام بھی کیا ہے اور معاشرتی بائیکاٹ کے ذریعہ سنت رسول ﷺ کے مقام و مرتبے کو بلند فرمایا ہے۔ اہل بدعت کی سرزنش و توبیخ کرتے ہوئے انہیں سنت رسول پر ہی قائم رہنے کی تعلیم دی ہے۔

مولانا عبدالحسیب مدنی نے اتحاد امت کیوں اور کیسے؟ کے عنوان پر بڑی مدلل اور پر مغز تقریر کرتے ہوئے دوران خطاب کہا کہ اتحاد اگر پیدا کرنا ہے تو کلمہ توحید پر متفق ہوں اور کلمہ توحید پر متفق ہونیکا مطلب ہے اسکے تقاضوں کو پورا کرنا اور قرآن وحدیث کی بالادستی کو قائم کرنا، اتحاد کی ضرورت اسلئے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، عبادت و تقویٰ کی تکمیل کی اساس ہے اور اسلئے بھی ضروری ہے کہ چونکہ امت کا ہر فرد ہر گروہ پیسہ اور صلاحیتیں اپنی شناخت کو قائم رکھنے کے لئے صرف کر رہا ہے جبکہ اسے امت کے مصالح اور مفاد میں صرف ہونا چاہئے۔

مولانا عبدالعظیم مدنی (بنگلور) نے صحابہ کرامؓ معمار انسانیت کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرات صحابہ کرام تاریخ انسانی کا وہ گروہ ہیں کہ ان کی مثال نہ اس سے پہلے کبھی ملتی ہے اور نہ ہی بعد میں، یہ اعلیٰ سے اعلیٰ کردار و اخلاق کے حامل تھے، تاریخ میں اتنی عبقری شخصیات بیک وقت یکجا نظر نہیں آتی جتنی حلقہ صحابہ میں نظر آتی ہیں۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے شائع ہونے والے مجلہ "الجماعہ" کا اجراء بھی اسی مجلس میں شیخ عبدالمعید المدنی/حفظہ اللہ اور دیگر علماء واعیان کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

پروگرام کے اخیر میں صدر نشست مولانا اصغر علی امام مہدی ناظم عمومی مرکزی جمعیت کا صدارتی خطاب ہوا، جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے خود بھی اپنے خالق ومالک کو بھول چکے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ آج انسانیت ہر میدان میں انتہائی بے چینی اور دہشت میں مبتلا ہے۔ خود یہی کیفیت صحابہ کرام سے پہلے بھی تھی بلکہ اس سے سخت اور بری حالت تھی لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت اور تزکیہ کے نتیجہ میں اس روئے زمین پر صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ کی تشکیل ہوئی اور انہوں اپنے اعلیٰ اخلاقی کردار سے سماج کے دھارے کو بھلائی اور خیر ونیکی کا سرچشمہ بنادیا۔

اور اس طرح بحسن وخوبی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری نشست: ۱۹؍فروری بروز اتوار صبح ۱۰ بجے تا نماز ظہر تربیتی پروگرام کے عنوان سے جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ میں منعقد کی گئی۔ صدارت کے فرائض شیخ انیس الرحمٰن اعظمی رحفظہ اللہ نے انجام دیا اور نظامت حافظ دلشاد محمدی نے فرمائی۔

پروگرام کا آغاز قاری نجم الحسن فیضی رحفظہ اللہ صدر جامعہ رحمانیہ کاندیولی کی تلاوت وتذکیری کلمات سے ہوا۔ آپ نے دوران تذکیر اجتماعی نظام میں کسی کو حقیر سمجھنے، لوگوں کے جذبات سے کھلواڑ کرنے کو ایک ناسور قرار دیتے ہوئے باہمی محبت اور بھائی چارگی کے ماحول کو قائم کرنے کی اپیل کی۔

پونہ کے مشہور داعی برادر ابوزید ضمیر نے فرمایا کہ آج ہمارے علماء، ائمہ اور میدان دعوت وعمل میں سرگرم رہنے والے لوگوں کو علم سے زیادہ تقویٰ شعاری اور خوف الٰہی کی ضرورت ہے۔

مجلہ الاحسان علی گڈھ کے مدیر شیخ عبدالمعید مدنی نے ذمہ داران جماعت اور سربراہان جمعیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ہم کوتاہ وقاصر ہیں۔ جس کی وجہ سے اضطراب وبے چینی کا ماحول ہے۔

شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی نے بھی خطاب کرتے ہوئے خلاصہ کیا کہ حق اور اسکی دعوت کو دوسروں تک پہنچانا ہے اور تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے پیغام کو عام کرنا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن اللیثی مدنی نے فرمایا کہ دعوت وتبلیغ ہمارا دینی وملی فریضہ ہے اسے علم وبصیرت، سچائی وصداقت کے ساتھ بلا کسی اختلاف وانتشار کے برادران وطن تک پہنچانا آج ہماری سب سے بڑی اور اہم ضرورت ہے۔

صدر اجلاس شیخ انیس الرحمٰن اعظمی نے بڑے دلنشین انداز میں علماء، خطباء، اراکین جمعیت وجماعت اور اعیان وافراد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ دوسروں پر تنقید اور اعتراض سے گریز کرتے ہوئے تعمیر جماعت کا فریضہ انجام دے اور غیروں کے محاسبہ سے پہلے خود اپنا احتساب کرے، آپ کی دعاؤں پر نشست کا اختتام اذان ظہر کے ساتھ ہوا۔

تیسری نشست: ۱۹؍فروری بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب جھولا میدان میں زیر صدارت ڈاکٹر عبدالرحمٰن لیثی المدنی رحفظہ اللہ استاد حدیث جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج منعقد کی گئی۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد عاطف سنابلی نے انجام دیا اور محمود شیخ بن منظر احسن سلفی کی تلاوت سے بزم کا آغاز ہوا اور بعدہ تقاریری پروگرام کا سلسلہ شروع ہوا۔

مولانا سعید احمد بستوی رحفظہ اللہ نے صحابیات کی عظمت اور ان کے کردار کے عنوان سے ولولہ انگیز تقریر میں فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کی طرح صحابیات بھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور اس کے شرف سے فیض یافتہ تھیں اور صحابہ کرام کے دوش بدوش میدان تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، فیاضی وسخاوت، اخلاق وعبادات میں پیش پیش تھیں۔

برادر ابوزید ضمیر (پونہ) نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ میراث نبوت کے اولین ناقل تھے جسے انہوں نے بڑی فکر مندی اور دردمندی سے امت تک پہنچایا۔

صدر نشست ڈاکٹر عبدالرحمٰن اللیثی المدنی نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ماتحت غلاموں کو آزاد کیا اور انہیں دین وایمان کی تعلیم بھی دی صحابہ کرام کی تاریخ کا ایک روشن ودرخشاں پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے غلاموں کو دین سکھایا اور انہیں اپنا سردار بھی بنایا دنیا کی تاریخ میں ہمیں ایسی مثال نہیں ملتیں۔

آخری نشست: ۱۹؍فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب تا دس بجے شب جھولا میدان میں زیر صدارت فضیلۃ الشیخ عبدالمعید مدنی علی گڈھ، مدیر مجلہ الاحسان منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز قاری نجم الحسن فیضی رحفظہ اللہ کی تلاوت اور تفسیر وتذکیر سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انسانیت کی نجات کا راستہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مضمر ہے۔ اسکے بعد حافظ دلشاد احمد محمدی نے اپنے دلنشیں اور پرسوز آواز میں ایک اصلاحی نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا بعدہ خطاب کا سلسلہ شروع ہوا۔

مولانا محمد مقیم فیضی رحفظہ اللہ نے صحابہ کرامؓ کی عظمتوں اور بلندیوں کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ نبی محترم کی بارگاہ میں ایسے لوگ تھے جن کے پاس رب کا سلام اور رب کا پیام آتا تھا۔ فرشتے جن سے مصافحہ کرتے تھے اور جن پر آسمان سے سکینت واطمینان کی بدلیوں کا نزول ہوتا تھا۔

شیخ انیس الرحمٰن مدنی رحفظہ اللہ نے فرمایا: صحابہ کرامؓ معیار ایمان تھے دنیا میں کسی قائد کو ایسے فدائی نہیں ملے جیسے ہمارے پیارے نبی کو ملے تھے، اللہ کے رسول ﷺ کی محبت نے ان کو کندن بنا دیا تھا، دنیا کی کسی قوم کے پاس نہ ان کے انبیاء کی سیرت محفوظ ہے نہ ان کا ساتھ دینے والوں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ کا جن کا تفصیلی تذکرہ کتب سیرت وحدیث کی شکل میں اور صحابہ کرام کی قربانیوں اور دینی محبت کا ذکر سیرت وسوانح کی کتب میں محفوظ ہے۔

پٹنہ سے تشریف لائے مولانا خورشید عالم مدنی رحفظہ اللہ نے علم کی اہمیت وفضیلت پر اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں علم کا مقام ایمان وعمل سے پہلے ہے۔ اس نے سب سے پہلے دنیا کو علم وقلم کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ نے معاشرہ کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے بدری قیدیوں کو علم کی راہ پر لگایا لیکن افسوس جسٹس سچر کی رپورٹ کے مطابق یہ قوم دلتوں سے بھی علم کے میدان میں پیچھے ہے۔ یہ علم عظمت انسانی کا محافظ ہے اور اس میں ہمارے مہان بھارت کی ترقی کا راز مضمر ہے اور ہماری غربت وافلاس کا علاج بھی ہے۔

مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی رحفظہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت اہل حدیث کتاب وسنت کی بالادستی کی خواہاں اور اسی پر مدار عمل رکھنے کی داعی ہے اور یہی تمام ائمہ مجتہدین کا اتفاقی مسئلہ ہے۔

صدارتی کلمات کے دوران شیخ عبدالمعید مدنی نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی عظمت کم وبیش سو آیتوں سے نمایاں ہوتی ہے اور احادیث کثیرہ میں ان کی عظمت مذکور ہے، تاریخ ان کی عظمت سے پر ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں انہوں نے عظمت کے نقوش قائم کیے۔ کانفرنس کے کنوینر عبدالجلیل انصاری نے شکریہ ادا کیا۔ ممبئی ومضافات سے کثیر تعداد میں لوگوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دعوت پر امام حرم شیخ الشریم کی دہلی تشریف آوری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دعوت پر امام حرم ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم رحفظہ اللہ دہلی تشریف لائے، اور عدالت صحابہؓ کانفرنس منعقدہ ۲/۳؍مارچ ۲۰۱۲ء میں شرکت فرمائی۔

امام حرم کی آمد کی خبر نے اہلحدیثان ممبئی کی دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ اور ذمہ داران صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی اور عمائدین جماعت پر مشتمل ایک بڑے وفد نے امیر جماعت مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کی زیر قیادت کانفرنس میں شرکت کی۔

اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر امیر جماعت مولانا عبدالسلام سلفی صاحب نے ممبئی کے تمام اہل حدیثوں کی طرف سے مرکزی ذمہ داران کو مبارک باد اور ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ نیز صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کی طرف سے امام حرم کی خدمات کے اعتراف میں ناظم صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی مولانا حمید اللہ سلفی اور مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی کے ہاتھوں ایک یادگار ہدیہ بھی پیش کیا گیا۔

ضلع اتر ممبئی چارکوپ:

ضلعی جمعیت اہل حدیث اتر ممبئی کے زیر اہتمام درج ذیل مقامات پر دعوتی پروگرام منعقد کئے گئے۔

۱) جامع مسجد اہل حدیث اصلاح العلوم گاندھی نگر، چارکوپ کاندیولی بتاریخ ۲۶؍فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء ایک دعوتی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں مولانا عبدالجبار سلفی، مولانا عبدالحق فیضی، حافظ افضل

حسین سلفی حفظہم اللہ نے مختلف عناوین پر سامعین کو خطاب فرمایا۔ پروگرام کی نظامت مولانا اقبال احمد رحمانی نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

۲) مسجد محمدی گیٹ نمبر ۸ مالونی ملاڈ (ویسٹ) میں بتاریخ ۲۶رفروری بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی، مولانا محمود الحسن فیضی، مولانا توحید عالم فیضی کے خطابات ہوئے، پروگرام کی نظامت مولانا عبدالرب رحمانی نے کی۔ مردوں کے ساتھ عورتوں کی ایک بڑی تعداد شریک پروگرام تھیں۔

۳) مسجد اہل حدیث ومدرسہ دار الفلاح السلفیہ ہنومان نگر کاندیولی (ایسٹ) میں بتاریخ ۱۱ر مارچ ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا ۱۰ربجے شب ایک دعوتی واصلاحی پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا جس میں مولانا عبدالستار سراجی، مولانا عبدالحق فیضی نے سامعین سے خطاب فرمایا۔ نظامت مولانا عبدالاحد اثری امام مسجد مذکور نے انجام دیا۔ عورتوں کی ایک بڑی تعداد بھی شریک پروگرام تھی۔

بھارت نگر باندرہ ایسٹ:

مسجد رحمانیہ ومدرسہ ضیاء العلوم اہل حدیث بھارت نگر باندرہ ایسٹ کے زیر اہتمام بتاریخ ۲۳رفروری بروز جمعرات یک روزہ اصلاح امت کانفرنس کا انعقاد زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی وزیر نظامت مولانا عبدالحکیم مدنی جامعہ رحمانیہ کاندیولی عمل میں آیا۔

(۱) مولانا عبدالسلام سلفی نے ولولہ انگیز صدارتی خطاب پیش کیا۔ (۲) مولانا سعید احمد بستوی نے ''توحید کے تقاضے''۔ (۳) مولانا انصار زبیر محمدی نے ''برائی کا سد باب'' (۴) مولانا عبدالستار سراجی نے ''خواتین کی ذمہ داریاں'' (۵) مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی نے ''دعوت کی اہمیت اور تقاضے'' (۶) قاری نجم الحسن فیضی نے ''اچھا مسلمان کیسے بنیں'' (۷) مولانا جلال الدین قاسمی مالیگاؤں نے ''عظمت قرآن'' پر مدلل اور جامع خطاب پیش کیے، عورتوں کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

کرلا:

بیت المال جامعۃ الرشاد سوسائٹی کرلا کے زیر اہتمام سیرۃ النبی تعلیمی مسابقہ بتاریخ ۱۱ر مارچ ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا بڑے اہتمام کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس تعلیمی مسابقے میں ۱۶ر مدارس کے ۳۲رطلبہ شریک ہوئے اور ذیل کے عنوانات پر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی تقریر پیش کیں۔

۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (۲) عہد نبوی میں مسلمانوں کا نظام تعلیم (۳) فحاشی وعریانیت کا سد باب، سیرت رسول کے آئینے میں (۴) بچوں کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کا حسن سلوک (۵) حقوق والدین اور تعلیمات رسول ﷺ۔

پروگرام کی صدارت الحاج وصی اللہ خان صاحب صدر جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا فرمارہے تھے جبکہ نظامت کے فرائض مولانا عبیداللہ سلفی امام وخطیب جامع مسجد اہلحدیث کاپڑیا نگر ادا کررہے تھے۔

اس مسابقے کے لئے تین حکم کا انتخاب کیا گیا تھا۔

(۱) مولانا سعید احمد بستوی صاحب نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی (۲) مولانا عبدالستار صاحب سراجی استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی (۳) مولانا اشفاق احمد صاحب سنابلی داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی۔

بیت المال کی دعوت پر تشریف لانے والے مہمانان خصوصی نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ جن میں محترم مولانا عبدالسلام سلفی صاحب (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)، محترم مولانا حمید اللہ سلفی صاحب (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)، محترم مولانا عبدالحکیم صاحب مدنی (استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی)، محترم مولانا عبداللہ فیصل صاحب (مدیر مجلہ المصباح، ممبئی) محترم جناب نذر الحسن صاحب (پرنسپل انجمن خیر الاسلام کرلا بوائز ہائی اسکول) محترم جناب اجمل خان صاحب (استاد انجمن خیر الاسلام کرلا بوائز ہائی اسکول) محترم جناب شمس الدین صاحب ریٹائرڈ پرنسپل، محترم جناب انوار احمد صاحب (پرنسپل گلشن اسلام اردو ہائی اسکول ساکی ناکہ) قابل ذکر ہیں۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، اس کے بعد حمد ونعت پیش کی گئی۔ اس تعلیمی مسابقہ میں شریک تمام ۳۲ طلبہ نے منتخب عنوانات پر تقریریں پیش کیں حاضرین کی اچھی خاصی تعداد اس پروگرام میں شریک تھی اور قوم وملت کے ان نونہالوں کی باتوں کو ہمہ تن گوش ہوکر سن رہی تھی۔ تقریری پروگرام کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب رکھی گئی جس میں حکم صاحبان اور دیگر خصوصی مہمانوں نے اپنے اپنے تاثرات پیش کئے، مسابقہ میں شریک طلبہ کے جذبوں اور ولولوں کو سراہا اور ان کی ہمت افزائی کی۔ نیز اراکین بیت المال کو اس اہم پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد بیت المال جامعۃ الرشاد سوسائٹی کے جنرل سکریٹری محمد الیاس خان نے جملہ اراکین کی طرف سے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بیت المال کی حالیہ کارکردگی اور مستقبل کے عزائم کا مختصر خاکہ پیش کیا۔

پھر ناظم پروگرام نے اس مسابقے اور تعلیمی مظاہرے میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کے ناموں اور ان کے لئے نقد انعام کا اعلان کیا، تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱- اسید عبیداللہ/ مدرسہ ومسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا (اول-5000روپئے) ۲- محمد لقمان محمد ایوب/توحید اردو پرائمری اسکول بھیونڈی (اول-5000روپئے) ۳- سوید عبیداللہ/مدرسہ ومسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا (دوم-4000روپئے) 4-شریف الدین شمس الدین/جامعۃ التوحید، بھیونڈی (سوم-3000روپئے) پانچ طلبہ کو تشجیعی انعام ایک ایک ہزار روپئے دیئے گئے، اس کے علاوہ ہر طالب علم کو کتابوں کا سیٹ اور یادگار سند دی گئی۔ شریک مسابقہ مدارس کے جو اساتذہ تشریف لائے انہیں بھی ایک ایک شال اور سفر خرچ کے لئے تین تین سو روپئے کا لفافہ دیا گیا۔ حکم صاحبان اور کچھ مہمانان خصوصی کو شال وقلم بطور ہدیہ دیا گیا۔

اخیر میں دعاؤں کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

سنجے نگر پٹھان واڑی:

مدرسہ دارالتوحید سنجے نگر پٹھان واڑی کی جانب سے ایک دعوتی واصلاحی پراگرام بنام اتباع رسول ﷺ کانفرنس کا انعقاد بتاریخ ۱۸/مارچ ۲۰۱۲ بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰/بجے شب زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی عمل میں آیا جس میں مختلف موضوعات پر پُر مغز وجامع خطابات پیش کئے گئے۔

(۱) مولانا عبدالستار السراجی/حفظہ اللہ استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی نے بعنوان "عدل وانصاف" (۲) مولانا مصطفیٰ اجمل مدنی/ استاد جامعہ اسلامیہ کوسہ ممبرا نے بعنوان "فتنۂ ابلیس" (۳) مولانا حمیداللہ سلفی ناظم صوبائی جمعیت ممبئی بعنوان "عظمت صحابہ" (۴) مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی نے بعنوان "تربیت اولاد" (۵) مولانا شمیم احمد فوزی نے بعنوان "اسلام میں عورت کا مقام" (۶) مولانا محمد مقیم فیضی نائب ناظم صوبائی جمعیت نے بعنوان "اتباع رسول ﷺ" پر مغز ومدلل خطابات فرمائے۔ سامعین کے ساتھ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے بھی اس کانفرنس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ نظامت کے فرائض مولانا سعید احمد بستوی نائب امیر صوبائی جمعیت نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

اتباع سنت کانفرنس، مالیگاؤں:

صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶/فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو شہر مالیگاؤں میں صبح ۱۰/بجے تا رات ۱۰/بجے بمقام ایس ایم خلیل ہائی اسکول گراؤنڈ گولڈن نگر میں ایک روزہ عظیم الشان "اتباع سنت کانفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔ اس کانفرنس کی سرپرستی محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد فیضی (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا) نے کی۔

پہلی نشست: قاری عبدالمتین فیضی کی تلاوت کے بعد صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے ناظم عمومی شیخ ابورضوان محمدی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ شیخ ابوزید ضمیر صاحب/حفظہ اللہ نے "تزکیہ نفس"، رابطہ عالم اسلامی کے رکن مفتی عام ڈاکٹر فضل الرحمٰن مدنی صاحب حفظہ اللہ نے "تجارت ومعیشت کے اسلامی اصول"۔ شیخ محمد مقیم فیضی صاحب/حفظہ اللہ نے "جماعت سے وابستگی طریقہ کار اور رکاوٹیں" پر مفصل اظہار خیال فرمایا۔

اس نشست کی صدارت صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کے نائب امیر اور مقامی جمعیت اہل حدیث مالیگاؤں کے امیر مولانا شکیل احمد فیضی صاحب حفظہ اللہ اور نظامت کے فرائض حافظ جمیل احمد محمدی صاحب نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔

دوسری نشست: حافظ دلشاد احمد محمدی کی تلاوت قرآن کے بعد زیر صدارت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/صاحب حفظہ اللہ اور زیر نظامت حافظ دلشاد احمد محمدی منعقد ہوئی۔اس نشست میں شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی صاحب/حفظہ اللہ نے ''تصوف کی حقیقت''، شیخ عبدالسلام سلفی صاحب/حفظہ اللہ نے ''اہل حدیث سے متعلق غلط فہمیاں'' پر روشنی ڈالتے ہوئے اہل حدیث سے متعلق سماج ومعاشرے میں پائی جانے والی مختلف غلط فہمیوں کو اجاگر کیا اور حقائق سے شرکاء کانفرنس کو بھرپور آگاہ کیا۔

تیسری نشست: اس نشست کا آغاز مولانا عبدالعزیز محمدی کی تلاوت سے ہوا۔شیخ ابورضوان محمدی صاحب نے نظامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ صدارت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب نے کی۔ شیخ عبدالحسیب مدنی (بنگلور) نے ''حقوق الزوجین'' پر پُر مغز خطاب فرمایا۔اور اس کے بعد صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کے امیر محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد فیضی صاحب کے ہاتھوں صوبائی جمعیت کی نگرانی میں شائع ہونے والا پندرہ روزہ اخبار اسلاف کی ویب سائٹ (www.akhbareaslaf.com) کا اجراء عمل میں آیا۔

اس کے بعد کانفرنس کے مرکزی عنوان ''اتباع سنت کی اہمیت اور تقاضے'' پر دارالعلوم احمدیہ سلفیہ بہار کے قابل استاد شیخ محمد اشفاق سلفی صاحب/حفظہ اللہ نے جامع خطاب فرمایا۔ بعدازاں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب/حفظہ اللہ نے خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام اور جماعت اہل حدیث کا دہشت گردی سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام امن وامان کا پیامبر ہے اور ہر وقت امن وآشتی ہی چاہتا ہے۔ مزید صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا کے ذمہ داران کو اس عظیم الشان کانفرنس کے منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کی۔

آخر میں ناظم اجلاس شیخ ابورضوان محمدی صاحب نے اس کانفرنس کے تئیں دامے درمے قدمے سخنے تعاون کرنے والے سبھی حضرات کا صوبائی جمعیت کی جانب سے شکریہ ادا کیا اور موصوف کو دعائیہ کلمات کے ساتھ اس ایک روزہ تاریخی عظیم الشان کانفرنس کا اختتام عمل پذیر ہوا۔

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کی سرگرمیاں

گزشتہ دنوں جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کے زیر اہتمام عیدگاہ روڈ پر مسجد ایمان کے پاس ایک شاندار اجلاس عام کا انعقاد عمل میں آیا۔اس اجلاس کی صدارت فضیلۃ الشیخ خالد جمیل مکی نے کی نظامت کا فریضہ شیخ رشید سلفی نے انجام دیا۔ پروگرام کا آغاز مسجد امین کے امام کی تلاوت کلام پاک کے ذریعہ ہوا۔عصر کی نماز کے بعد شروع ہونے والا یہ اجلاس رات ۱۰/بجے تک جاری رہا۔

تعویذ اور گنڈے کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا ریاض احمد سلفی نے نہایت مؤثر انداز میں بتایا کہ اس کا سہارا لینے والے کس طرح جانے انجانے میں شرک وبدعت کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔ بعدازاں شیخ ابوعبدالرحمٰن دلا ور حفظہ اللہ نے 'عبادت کیوں اور کس کی' کے موضوع پر اختصار میں لیکن نہایت مدلل گفتگو کی۔اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے شیخ محمد فاروق عمری حفظہ اللہ نے دعوت وعمل کے موضوع پر خطاب کیا۔آپ نے بتایا کہ دین کی دعوت دینا اور اس پر بذات خود عمل کرنا کتنا ضروری ہے۔

اپنے صدارتی خطبے میں مولانا خالد جمیل مکی نے کئی موضوعات کا احاطہ کرتے ہوئے اسلام کے پیروکاروں کو صراط مستقیم پر چلنے نیز شرک وبدعت سے فاصلہ بنائے رکھنے کی اپیل کی۔مذکورہ اجلاس عام میں مرد وخواتین کی ایک بڑی تعداد شریک تھی۔

۵/مارچ بعد نماز مغرب مسجد اسماء غوری پاڑہ میں فضیلۃ الشیخ مولانا ظفر الحسن مدنی کے خصوصی خطاب کا اہتمام کیا گیا۔اس پروگرام میں اخلاص کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کسی بھی

عمل کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے۔آپ نے کہا کہ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے لہٰذا کوئی ایسا کام جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے۔اس بامقصد اجلاس سے مولانا خالد جمیل مکی نے بھی خطاب کیا۔

جامعۃ التوحید میں جلسہ عام:

۱۳/اپریل بروز جمعہ بعد نماز مغرب جامعۃ التوحید، امین باغ میں سالانہ جلسہ عام وتقسیم انعامات کا اہتمام کیا گیا ہے۔انشاء اللہ یہ اجلاس مغرب کی نماز کے بعد شروع ہوگا جو رات دیر تک جاری رہے گا۔ جامعۃ التوحید کے کمپلیکس میں منعقد ہوگا۔بہتر کارکردگی انجام دینے والے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔ بعد ازاں طلبہ کے کلچرل پروگرام اور علمائے کرام کے خطاب بھی ہوں گے۔

کھیڈ، رتنا گیری:

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ سونس، کھیڈ ضلع رتنا گیری کے دعاۃ حضرات درس قرآن ودرس حدیث کے ساتھ اطراف واکناف کے تقریباً بارہ مقامات میں ماہانہ پروگرام کا انعقاد بھی کرتے ہیں۔ماہ جنوری وماہِ فروری ۲۰۱۲ء کے دعوتی وتبلیغی دوروں ودینی پروگراموں میں مرکز کے داعی شیخ عبدالواحد انور یوسفی، شیخ ندیم یونس محمدی اور عبداللہ محمد صدیق سنابلی رحفظہم اللہ مسلسل دعوتی دوروں میں لگے رہتے ہیں۔بسا اوقات ممبئی وملک کے دیگر حصوں سے آئے ہوئے جید ومستند علماء کرام کا محاضرہ وغیرہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ماضی قریب میں مفکر جماعت شیخ عبدالمعید مدنی رحفظہ اللہ (مدیر مجلّہ الاحسان) کی تشریف آوری کی مناسبت سے پروگرام منعقد ہوئے اور ممبئی سے برادر نجیب بقالی حفظہ اللہ کا محاضرہ وخطاب بھی ہوا۔باقی اطراف میں پروگرام کی مختصر رپورٹ مندرجہ ذیل ہے:

پوفلون، ادھلے بدرگ، شیو بدرگ، السورے، امشیت کرجی، چپلون، سونس، کھیڈ، داپولی، چوگلے محلہ کرجی، راجویل، اونجر راجہ پور، سوینی، مہسلہ، کونڈویل۔ان مقامات میں مختلف عناوین پر مکرر وسکرر پروگرام ہوا جیسے غیبت، تجسس، بدگمانی۔نحوست کی حقیقت۔مجلس مذکراہ۔فکر آخرت۔تقلید واتباع میں فرق۔عید میلاد النبی کی حقیقت۔سیرت النبی ﷺ۔تزکیہ نفس کی اہمیت۔اصلاح معاشرہ۔داعی کے اوصاف وطریقۂ دعوت اور ایمان وعقیدے کی درستگی۔اللہ کے فضل سے کتاب وسنت کی روشنی پورے علاقے میں عام ہو رہی ہے۔

مہسلہ، رائے گڈھ:

خواتین ملت اسلامیہ کے اندر دینی شعور اور بیداری پیدا کرنے کے لئے ایک روزہ تبلیغی، اصلاحی اور تربیتی اجتماع محترمہ آصفہ زوجہ عبدالصمد شیخ حفظہا اللہ (ممبئی) کی صدارت میں ۲۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار صبح ۸:۳۰ بجے تا دوپہر ۱۲:۴۵ بمقام مسجد حمزہ بن عبدالمطلبؓ عید گاہ محلہ مہسلہ میں شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔پروگرام کا آغاز محترمہ حلیمہ شیخ حفظہا اللہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا نظامت کے فرائض محترمہ نرگس عبدالخالق ریاضی حفظہا اللہ تعالیٰ نے انجام دی۔استقبال ومختصر تعارف محترمہ نرگس عبدالخالق ریاضی حفظہا اللہ نے پیش کی اس کے بعد تقریری سلسلہ شروع ہوا۔محترمہ اختر بانو حفظہا اللہ نے 'توحید' کے موضوع پر سامعین سے خطاب کیا محترمہ ام سلمہ حفظہا اللہ نے 'قرآن کو چھوڑ کر ہمیں کیا ملا؟' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔صدارتی خطاب میں محترمہ آصفہ زوجہ عبدالصمد شیخ رحفظہا اللہ (ممبئی) نے 'خواتین اسلام کی ذمہ داریاں' کے موضوع کو واضح کیا۔صفیہ زوجہ عبدالعزیز قاضی حفظہا اللہ نے کلمات تشکر پیش کیا اور مجلس کے اختتام کا اعلان۔

پروگرام میں قرب وجوار سے کافی تعدا میں خواتین اسلام نے شرکت کی اور خواتین کے خطاب سے مستفیض ہوئیں۔جزاھن اللہ خیرا۔

ونی پرار: ۲۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بوقت ۳/بجے مقامی جمعیت کے زیر اہتمام اور شیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) کی صدارت میں ایک روزہ تبلیغی، دعوتی اور اصلاحی اجتماع عام منعقد ہوا۔پروگرام کا آغاز شیخ محمد زماں سراجی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔پہلے مقرر شیخ عبدالمعید المدنی حفظہ اللہ نے ''خواتین اسلام کا ماضی اور حال'' کے عنوان پر خطاب فرمایا بعدہ شیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (نائب امیر جمعیت اہل حدیث ممبئی)

نے ''حقوق العباد'' کے موضوع کو سامعین کے سامنے پیش کیا۔سب سے اخیر میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی ومبلغ شیخ اشفاق احمد سنابلی رحفظہ اللہ نے ''قیامت کی نشانیاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

مہاڈ، دہور، گوریگاؤں، ہرکول، مہسلہ، پابرہ، نیگڑی، پانگلولی اور مانگاؤں سے اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی کہ مسجد میں جگہ کم پڑگئی اور نصف سے زائد سامعین مسجد سے باہر بیٹھ کر علماء کرام کے بیانات سے مستفید ہوئے۔۹:۳۰ تک پروگرام چلا پھر عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد حق ضیافت ادا کرتے ہوئے فاؤنڈیشن نے آئے ہوئے مہمانوں کو رخصت کیا۔

جناب مولانا ممتاز حیدرآبادی صاحب کا دورۂ کوکن: ۱۴/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء سانے محلّہ میں جناب شمشیر خان سانے کے گھر کے سامنے چائے پان کے موقع پر جناب مولانا ممتاز حیدرآبادی صاحب نے ''نکاح سنت کی روشنی میں'' کے موضوع پر بیان دیا۔

کتاب تقلید اور وجوب تقلید کے دلائل کا مختصر جائزہ کی اشاعت: اس کتاب کو مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ سونس کھیڈ، رتناگیری کے داعی، مبلغ اور کئی کتابوں کے مصنف شیخ عبدالوحدانور یوسفی حفظہ اللہ نے تصنیف کی ہے جسے مرکز اور شعبۂ دعوت وتبلیغ مہسلہ نے مشترکہ طور پر اشاعت کی ہے۔دین کے اساس اور بنیاد جاننے کے لئے اور تقلید اور وجوب تقلید کے قائل کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنے کئے ایک جامع اور اہم کتاب ہے اسے حاصل کرنے کے لئے رابطہ قائم کریں: شعبۂ دعوت وتبلیغ مہسلہ۔☆ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ سونس کھیڈ، رتناگیری۔

اگر ڈانڈا میں پروگرام: ۵/فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بوقت: ۲:۵۰ تا عصر قاضی محلّہ کی مسجد میں ماہانہ پروگرام منعقد ہوا جس میں شیخ عبدالمعید المدنی حفظہ اللہ نے ''جہنم کی ہولناکیاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا آخری حصہ میں شیخ موصوف نے سامعین کی طرف سے کئے گئے سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے۔

۵/فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء نیانگر میں منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالملک محمدی حفظہ اللہ (استاذ مدرسہ محمدیہ مہسلہ) نے ''اعمال کو برباد کردینے والے امور'' عنوان پر خطاب فرمایا بعد ازاں شیخ عبدالمعید المدنی حفظہ اللہ نے ''مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں'' کے موضوع کو واضح کیا۔

مبلغ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا دورۂ کوکن: جناب مولانا اشفاق احمد سنابلی شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین نیگڑی کی دعوت پر ۲۴/فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ مہسلہ تشریف لائے اور کئی دروس پیش کئے۔ اسی روز عصر بعد مدرسہ محمدیہ مہسلہ میں طلباء مدرسہ کے سامنے ''علم کی اہمیت'' کے موضوع پر تقریر کی اور قیمتی نصیحتوں سے طلباء کو مستفید فرمایا۔

نیگڑی میں اجتماع: خیر امت کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ایک شمی دینی ودعوتی وتبلیغی ۲۴/فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بوقت بعد نماز عشاء بمقام: جامع مسجد نیگڑی منعقد کیا گیا مبشر رفیق حدادی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا نعت نبوی ﷺ فرقان عبدالقادر بہور نے پیش کی۔اس کے بعد خطابت کا سلسلہ شروع ہوا۔سب سے پہلے فضیلۃ الشیخ جناب مولانا اشفاق احمد سنابلی (مبلغ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) 'عمل صالح ہی آخرت میں فوز وفلاح کا ضامن ہے' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔فضیلۃ الشیخ جناب مولانا عبدالتواب سراجی (امام مسجد فقیہ محلّہ پابرہ) نے 'ہم قرآن وسنت کیوں بیان کرتے ہیں' کے عنوان پر سامعین کے سامنے تقریر کی۔۱۱ بجے شب کو امام مسجد کی دعائیہ کلمات سے مجلس کا اختتام ہوا۔

پابرہ میں اجتماع: شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین پابرہ کے زیر اہتمام ۵/مارچ ۲۰۱۲ء بروز پیر بعد نماز عشاء جناب فیاض عبدالشکور اوکئے کے گھر کے احاطہ میں منعقد ہوا حمد ونعت کے بعد پروگرام کے واحد خطیب فضیلۃ الشیخ مولانا جلال الدین قاسمی صاحب تھے جنھوں نے ''اصلاح، معاشرہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔مہسلہ، نیگڑی اور مجگاؤں سے کافی تعداد میں لوگوں نے اس شمی پروگرام میں شرکت فرمائی۔

☆☆☆

"رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

● انور یوسفی

تذکرہ اصحاب نبی ہے
بزم عقیدت خوب سجی ہے
ان کی محبت دل میں بسی ہے
ان کا مقدر ان کا تقدم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

روشن تھا خورشید نبوت
ظرف اپنا اور اپنی قسمت
پائی جس نے ان کی صحبت
چمکے مثل مہر و انجم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان کی صبح و شام میں سنت
آلام و آرام میں سنت
یعنی ہر ہر کام میں سنت
حسن عمل کیا نطق و تکلم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مہر و مروت پیار کے حامل
با معنی کردار کے حامل
انسانی اقدار کے حامل
ہے نا مثالی ان کا ترحم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قول کے سچے بات کے پکے
اخلاص وجذبات کے پکے
عہد و پیماں جات کے پکے
ہوگئی دنیا دیکھ کے گم صم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

دشمن دیں پر سخت ہیں تیور
آپس میں ہیں مثل گل تر
رب کی رضا ان کو ہے میسر
فرط غضب ہو یا ہو تبسم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بت خانے خالی ہیں بتوں سے
کبر و نخوت کے بت ٹوٹے
تھم گیا آخر ان کے آگے
طاغوتی دریا کا تلاطم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امن و اماں شادابی بخشے
خوشحالی سیرابی بخشے
ذرے کو سیمابی بخشے
آئے جو ان کا طرز تحکم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان کو نبی کی صحبت بخشی
رب نے شان و شوکت بخشی
عزت بخشی عظمت بخشی
آؤ پڑھیں اب انورؔ ہم تم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆☆☆

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai

مطبوعات صوبائی جمعیت

- الارشاد الی سبیل الرشاد
- الحج والعمرة والزیارة
- قیامت کی نشانیاں
- تحفظ سنت کانفرنس ایک تحقیقی جائزہ
- اسلام اور رواداری
- نوجوانوں کو کچھ نصیحتیں
- تراویح آٹھ رکعت
- جماعت اہل حدیث اور آزادی وطن (انگریزی)
- خطاب امام حرم شیخ الشریم
- خطاب ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری
- ایمانی کمزوری کے اسباب وعلاج
- زکاۃ کے مسائل
- فضائل رمضان المبارک
- شرک قرآنی تمثیلات کی روشنی میں
- جماعت اہلحدیث اور آزادی وطن
- فضائل عید الاضحیٰ
- اسلام اور اہنسا (اردو-ہندی)
- قیام رمضان
- عظمت صحابہ ؓ کے چند پہلو

Published By
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna wala Compound, Opp. Best Bus Depot. L.B.S. Marg Kurla (W) Mumbai-70